# آئینۂ قیامت

مؤلفہ

ماحی بدعت حامی سنت مداح وجاں نثار شان رسالت
برادر اعلیحضرت استاذ زمن حضرت علامہ مولانا الحاج
محمد حسن رضا خاں صاحب قادری برکاتی قدس سرہٗ

ناشر
رضا اکیڈمی
۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئ ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو (ترجمہ کنزالایمان)

رسالۂ نایاب مشعر حالات شہادت

مسمٰے بہ

# آئینہ قیامت

مؤلفہ

ماحی بدعت حامی سنت مداح و جاں نثار شان رسالت برادر اعلیٰحضرت استاذ زمن

حضرت علامہ مولانا الحاج محمد حسن رضا خاں صاحب قادری برکاتی قدس سرہٗ

بفیض

حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری قدس سرہٗ

حسب فرمائش

قاضی ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی محمد اشرف رضا صاحب قادری مصباحی دامت برکاتہم العالیہ

ناشر رضا اکیڈمی

۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹ فون : ۲۶۳۴۲۱۵۶

سلسلۂ اشاعت نمبر ۲۰۳

نام ............ آئینۂ قیامت

مؤلف ......... ماحی بدعت حامی سنت مداح وجاں نثار شان رسالت
برادر اعلیحضرت استاذ زمن حضرت علامہ مولانا الحاج
محمد حسن رضا خاں صاحب قادری برکاتی قدس سرہٗ

بموقع ......... ۲۸ رواں عرس نوری ۱۴ ار محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

اشاعت ........ بار ہشتم

سن اشاعت ..... ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء

تعداد اشاعت .... دو ہزار (۲۰۰۰)

طابع .......... رضا آفسیٹ ممبئی ۳

ناشر ........... رضا اکیڈمی، ممبئی ۹


فقط نسبت کا جیسا ہوں حقیقی نوری ہو جاؤں
مجھے جو دیکھے کہہ اٹھے میاں نوری میاں تم ہو
(حضور مفتی اعظم)

# ۱۷۵ رواں جشن ولادت

سراج السالکین حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہٗ، مارہرہ مطہرہ

۱۹ ار شوال المکرم ۱۴۳۰ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

ہمارے حضور پُرنور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام کمالات وصفات کا مجمع خلق فرمایا حضور کے سے اوصاف حمیدہ وخصائل پسندیدہ کسی مَلَک کسی بشر کسی رسول کسی پیغمبر میں ممکن نہیں۔ بنظر ظاہر صرف فضل شہادت اس بارگاہ عرش اشتباہ کی حاضری سے محروم رہا اسکی نسبت علمائے کرام کا خیال ہی اور کتنا نفیس خیال ہی کہ جنگ اُحد شریف میں اُس روح مصوّر جانِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دندانِ مبارک شہید ہونا سب شہیدوں کی شہادت سے افضل ہے اور جس وقت حضور پُرنور کا تعلق خاطر شاہزادوں کے ساتھ خیال میں آتا ہی تو اس امر کے اظہار میں کچھ بھی تامل نہیں رہتا کہ ان حضرات کی شہادت حضور ہی کی شہادت ہی اور اُنھوں نے نیابتہً اس شرف کو سرسبزی وسرخروئی عطا فرمائی۔ ایک بار حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت اقدس ہوکر حضور پُرنور کے شانۂ مبارک پر سوار ہوگئے۔ ایک صاحب نے عرض کی صاحبزادے آپکی سواری کیسی اچھی سواری ہی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور سوار کیسا اچھا سوار ہی۔ حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے میں تھے کہ امام حسن پشت مبارک سے لپٹ گئے حضور نے سجدے کو طول دیا کہ سر اُٹھانے سے کہیں گر نہ جائیں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت ارشاد ہوتا ہی ہمارے یہ دونوں بیٹے جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ اور فرمایا جاتا ہی ان کا دوست ہمارا دوست ان کا دشمن ہمارا دشمن ہے۔ اور فرماتے ہیں یہ دونوں عرش کی تلواریں ہیں۔ اور فرماتے ہیں حسین مجھ سے ہی اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ دوست رکھے اُسے جو حسین کو دوست رکھے۔ حسین سبط ہی اسباط سے۔ ایک روز حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہنے زانو پر امام حسین اور بائیں پر حضور کے صاحبزادے حضرت ابراہیم بیٹھے تھے حضرت جبریل نے حاضر ہوکر عرض کی کہ ان دونوں کو خدا حضور کے پاس نہ رکھے گا ایک کو اختیار فرمالیجئے حضور نے

حضرت امام حسین کی جُدائی گوارا نہ فرمائی تین دن بعد حضرت ابراہیم کا انتقال ہوگیا اس واقعے کے بعد امام جب حاضر ہوتے آپ بوسے لیتے اور فرماتے مَرحَبًا بِمَنْ فَدَيْتُهُ بِابْنِي ایسے کو مرحبا جس پر میں نے اپنا بیٹا قربان کیا اور فرماتے ہیں یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں الٰہی میں انکو دوست رکھتا ہوں تو بھی انھیں دوست رکھ اور اُسے دوست رکھ جو انھیں دوست رکھے۔ بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے میرے دونوں بیٹوں کو لاؤ پھر دونوں کو سونگھتے اور سینۂ انور سے لگا لیتے۔ جب حضور پرُنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ ارشاد اور شاہزادوں کی ایسی پاسداریاں نازبرداریاں یاد آتی ہیں اور واقعات شہادت پر نظر جاتی ہے تو حسرت کی آنکھوں سے آنسو نہیں لہو کی بوندیں ٹپکتی ہیں اور خدا کی بے نیازی کا عالم آنکھوں کے سامنے چھا جاتا ہے یہ مقدس صورتیں خدا کی دوست ہیں اور اللہ جل جلالہ کی عادت کریمہ ہے کہ دُنیاوی زندگی میں اپنے دوستوں کو بلاؤں میں گھرا رکھتا ہے۔ ایک صاحب نے عرض کی کہ میں حضور سے محبت رکھتا ہوں فرمایا فقر کے لیے مستعد ہو جا عرض کی اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہوں ارشاد ہوا ابتلا کے لیے آمادہ ہو اور فرماتے ہیں سخت ترین بلا انبیا علیہم الصلاۃ والثنا پر ہے پھر جو بہتر ہیں پھر جو بہتر ہیں ع نزدیکاں را بیش بود حیرانی ع جن کے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے۔
ہمارے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا نے اشرف ترین مخلوق بنایا اور محبوبیت خاص کا خلعت فاخرہ عطا فرمایا اسی وجہ سے دُنیا کی جو بلائیں آپ نے اُٹھائیں اور جو مصیبتیں آپ نے برداشت کیں کسی میں اُن کا تحمل ممکن نہیں اللہ اللہ محبوبیت کی تو وہ ادائیں کہ فرمایا جاتا ہے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا اے محبوب میں اگر تمکو نہ پیدا کرتا تو دُنیا ہی کو نہ بناتا علو مرتبت کی وہ کیفیتیں کہ اپنے خزانوں کی کُنجیاں دیکر مختار کُل بنا دیا کہ جو چاہو کرو سیاہ و سپید کا تمھیں اختیار ہے ایسے بادشاہ جن کے مقدس سر پر دونوں عالم کی حکومت کا چمکتا تاج رکھا گیا ایسے رفعت پناہ جن کے مبارک پاؤں کے نیچے تخت الٰہی بچھایا گیا شاہی لنگر کے فقیر سلاطین عالم سلطانی باڑے کے محتاج شاہان معظم دُنیا کی نعمتیں بانٹنے والے زمانے کی دولتیں دینے والے بھکاری

کی جھولیاں بھریں منھ مانگی مُرادیں پوری کریں اب کاشانۂ اقدس اور دولتسرائے مقدس کی طرف نگاہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی شان نظر آتی ہے ایسے جلیل القدر بادشاہ جن کی قاہر حکومت مشرق مغرب کو گھیر چکی اور جن کا ڈنکا ہفت آسمان و تمام روئے زمین میں بج رہا ہے اُن کے برگزیدہ گھر میں دُنیا کی آسایش کی کوئی چیز نہیں آرام کے اسباب تو درکنار خشک کھجوریں اور جَو کے بے چھنے آٹے کی روٹی بھی تمام عمر پیٹ بھر کر نہ کھائی ؎

کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا ٭ اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

شاہی لباس دیکھیے تو سترہ سترہ پیوند لگے ہیں وہ بھی ایک کپڑے کے نہیں۔ دو دو مہینے سلطانی باورچی خانے سے دُھواں بلند نہیں ہوتا دُنیوی عیش و عشرت کی تو یہ کیفیت ہے دینی وجاہت دیکھیے تو اُس کملی والے تاجدار کی شوکت اور اس سادگی پسند کی وجاہت سے دونوں عالم گونج رہے ہیں ؎

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں ٭ دوجہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

یہاں یہ امر بھی بیان کر دینے کے قابل ہے کہ یہ تکلیفیں یہ مصیبتیں محض اپنی خوشی سے اُٹھائی گئیں اُن میں مجبوری کو ہرگز دخل نہ تھا۔ ایکبار آپ کے ہی خواہ اور رضا جو دوست جل جلالہ نے پیام بھیجا کہ تم کہو تو مکہ کے دو پہاڑوں کو (جنھیں اخشبین کہتے ہیں) سونے کا بنا دوں کہ وہ تمھارے ساتھ رہیں عرض کی یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن دے کہ شکر بجالاؤں ایک دن بھوکا رکھ کہ صبر کروں۔ مسلمانو اللہ تعالےٰ نے ہمارے حضور کو نفس مطمئنہ عطا فرمایا ہے اگر آپ عیش و عشرت میں بسر فرماتے اور آسایش و راحت محبوب رکھتے تو آپ کا پروردگار آپ کی خوشی پر خوش ہونے والا دُنیا میں جنتوں کو اُتار کر رکھدیتا اور یہ سامان عیش آپ کے برگزیدہ اور پاک نفس میں ہرگز تغیر پیدا نہ کرسکتا ایسی حالت میں یہ بلاپسندی اور مصیبت دوستی اسی بنیاد پر ہوسکتی ہے کہ آپ رحمۃ العالمین ٹھہرے دُنیا کی ہر چیز کے حق میں رحمت ہو کر آئے اگر آپ عیش و عشرت میں مشغول رہتے تو تکلیف و مصیبت جن سے عاقبت میں حضور کے غلاموں کو بھی سروکار نہوگا برکات سے محروم رہ جاتیں۔ ایک بار حضور مسلمانوں کو کنیزیں اور غلام تقسیم فرمارہے تھے

مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا جاؤ تم بھی اپنے لیے کوئی کنیز لے آؤ حاضر ہوئیں اور ہاتھ دکھا کر عرض کرنے لگیں کہ چکیاں پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑگئے ہیں ایک کنیز مجھے بھی عنایت ہو ارشاد ہوا اے فاطمہ میں تجھے ایسی چیز بتاتا ہوں جو کنیز و غلام سے زیادہ کام دے تو رات کو سوتے وقت سُبْحَانَ اللّٰہ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَر ۳۴ بار پڑھکر سو رہا کر۔ ایک بار حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانہ میں تشریف لے گئے دروازہ تک رونق افروز ہوئے تھے کہ حضرت فاطمہ کے ہاتھوں میں چاندی کی ایک ایک چوڑی ملاحظہ فرمائی واپس تشریف لے آئے حضرت بتول نے وہ چوڑیاں حاضر کر دیں کہ انھیں تصدق کر دیجیے مساکین کو عطا فرما دی گئیں اور دو چوڑیاں عاج کی مرحمت ہوئیں اور ارشاد ہوا فاطمہ دُنیا محمد اور آل محمد کے لایق نہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر آئے دیکھا کہ کھجور کی چٹائی پر آرام فرما رہے ہیں اور اُس نازک جسم اور نازنین بدن پر بوریے کے نشان بن گئے ہیں یہ حالت دیکھکر بے اختیار رونے لگے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ قیصر و کسریٰ خدا کے دشمن ناز و نعمت میں بسر کریں اور خدا کا محبوب تکلیف و مصیبت میں ارشاد ہوا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ اُنھیں دُنیا کے عیش ملیں اور تو عقبےٰ کی خوبیوں سے بہرہ ور ہو۔

حضرت سری سقطی سے بذریعہ الہام فرمایا گیا اے سری میں نے مخلوق پیدا فرما کر اس سے پوچھا کیا تم مجھکو دوست رکھتے ہو سب نے بالاتفاق عرض کی کہ تیرے سوا اور کون ہے جسے ہم دوست رکھیں گے پھر میں نے دُنیا بنائی نو حصّے اُس کی طرف ہو گئے ایک حصہ نے کہا ہم اس کی خاطر تجھ سے جُدائی نہ کرینگے پھر آخرت خلق فرمائی اُس ایک حصّہ سے نو حصّے اس کے خریدار ہو گئے باقیوں نے عرض کی ہم دُنیا کے سائل نہ آخرت پر مائل ہم تو تیرے چاہنے والے ہیں پھر بلائیں پیش کیں ان میں سے بھی نو حصّے گھبرا کر پریشان ہو گئے ایک حصہ نے عرض کی تو زمین و آسمان کے چودہ طبق کو بلا کا ایک طوق بنا کر ہمارے

گلے میں ڈالدے مگر ہم تیری طرف سے موںھ پھیرنے والے نہیں ان کی نسبت ارشاد ہوا اُولٰٓئِکَ اَوْلِیَائِیْ حَقًّا یہ میرے سچے دوست ہیں۔ اب اہل بیت کرام کی بلا پسندی حیرت کی آنکھوں سے دیکھنے کے قابل ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلا و نعمت کے بارے میں سوال ہوا فرمایا ہمارے نزدیک دونوں برابر ہیں ع اپنچہ از دوست میرسد نیکوست امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی ارشاد ہوا اللہ ابوذر پر رحم کرے مگر ہم اہلبیت کے نزدیک بلا نعمت سے افضل ہے کہ نعمت میں نفس کا بھی حظ ہے اور بلا محض رضائے دوست ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

# یزید پلید کی تخت نشینی اور قیامت کے سامان

ہجرت کا ساٹھواں سال اور رجب کا مہینہ کچھ ایسا دل دُکھانے والا سامان اپنے ساتھ لایا جس کا نظارہ اسلامی دُنیا کی آنکھوں کو ناچار اُس طرف کھینچتا ہے جہاں کلیجہ نوچنے والی آفتوں بیچین کردینے والی تکلیفوں نے دینداردلوں کے بے قرار کرنے اور خدا پرست طبیعتوں کو بیتاب بنانے کے لیے حسرت و بیکسی کا سامان جمع کیا ہے یزید پلید کا تخت سلطنت کو اپنے ناپاک قدم سے گندہ کرنا اُن ناقابل برداشت مصیبتوں کی تمہید ہے جن کو بیان کرتے کلیجہ موںھ کو آتا اور دل ایک غیر معمولی بیقراری کے ساتھ پہلو میں پھڑک جاتا ہے اس مردود نے اپنی حکومت کی مضبوطی اپنی ذلیل عزت کی ترقی اس امر میں منحصر سمجھی کہ اہلبیت کرام کے مقدس و بے گناہ خون سے اپنی ناپاک تلوار رنگے اس جہنمی کی نیت بدلتے ہی زمانے کی ہوائیں پلٹے کھائے اور زہریلے جھونکے آئے کہ جاودان بہاروں کے پاک گریبان بے خزاں پھولوں نوشگفتہ گلوں کے غم میں چاک ہوئے مصطفے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہری بھری لہلہاتی پھلواری کے سہلانے نازک پھول مرجھا مرجھا کر طراز دامن خاک ہوئے اُس خبیث کا پہلا حملہ سیدنا امام حسن پر چلا جعدہ زوجۂ امام عالی مقام کو بہکایا کہ اگر تو زہر دیکر

امام کا کام تمام کر دیگی تو میں تجھ سے نکاح کرونگا وہ شقیہ بادشاہ بیگم بننے کے لالچ میں شاہانِ جنت کا ساتھ چھوڑ کر سلطنت عقبے سے موہنہ موڑ کر جہنم کی راہ پر ہولی کئی بار زہر دیا کچھ اثر نہ ہوا پھر تو جی کھولکر اپنے پیٹ میں جہنم کے انگارے بھرے اور امام جنت مقام کو سخت تیز زہر دیا یہانتک کہ مصطفے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر پارے کے اعضائے باطنی پارہ پارہ ہو کر نکلنے لگے یہ بیچین کرنے والی خبر سُن کر حضرت امام حسین اپنے پیارے بھائی کے پاس حاضر ہوئے سرہانے بیٹھکر گزارش کی حضرت کو کس نے زہر دیا فرمایا اگر وہ ہے جو میرے خیال میں ہے تو اللہ بڑا بدلا لینے والا ہے اور اگر نہیں تو میں بے گناہ سے عوض نہیں چاہتا ایک روایت میں ہے فرمایا بھائی لوگ ہم سے یہ امید رکھتے ہیں کہ روز قیامت ہم اُنکی شفاعت فرماکر کام آئیں نہ یہ کہ اُن کے ساتھ غضب اور انتقام کو کام میں لائیں ؎

واہ رے حلم کہ اپنا تو جگر ٹکڑے ہو ٭ پھر بھی ایذائے ستمگر کے روادار نہیں

پھر جانے والے امام نے آنے والے امام کو یوں وصیت فرمائی حسین دیکھو سفیہان کوفہ سے ڈرتے رہنا مبادا وہ تمھیں باتوں میں لیکر بلائیں اور وقت پر چھوڑ دیں پھر پچھتاؤ گے اور بچاؤ کا وقت گزر جائیگا۔ بیشک امام عالی مقام کی یہ وصیت موتیوں میں تولنے کے قابل اور دل پر لکھ لینے کے لائق تھی مگر اُس ہونے والے واقعے کو کون روک سکتا جسے قدرت نے مدتوں پہلے سے مشہور کر رکھا تھا۔ حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت شریفہ سے تین سو برس پیشتر یہ شعر ایک پتھر پر لکھا ملا ؎

اَتَرْجُوْا اُمَّۃٌ قَتَلَتْ حُسَیْنًا ٭ شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ

کیا حسین کے قاتل یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ روز قیامت اُس کے نانا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت پائیں۔ یہی شعر ارض روم کی ایک گرجا میں لکھا پایا گیا اور لکھنے والا معلوم نہوا۔ کئی حدیثوں میں ہے حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانہ میں تشریف فرما تھے ایک فرشتہ کہ پہلے کبھی حاضر نہ ہوا تھا اللہ تبارک و تعالیٰ سے

حاضری کی اجازت لیکر آستان بوس ہوا حضور پرُ نور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے ام المومنین سے ارشاد فرمایا دروازے کی نگہبانی رکھو کوئی آنے نہ پائے اتنے میں سیدنا امام حسین دروازہ کھولکر حاضر خدمت ہوئے اور کود کر حضور پرُ نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود میں جا بیٹھے حضور پیار فرمانے لگے فرشتے نے عرض کی حضور انھیں چاہتے ہیں فرمایا ہاں عرض کی وہ وقت قریب آتا ہے کہ حضور کی اُمت اِنھیں شہید کریگی اور حضور چاہیں تو میں وہ زمین حضور کو دکھادوں جہاں یہ شہید کیے جایئں گے پھر سُرخ مٹی اور ایک روایت میں ہے ریت ایک میں ہے کنکریاں حاضر کیں حضور نے سونگھ کر فرمایا ریحُ کرب وّبلاءٍ بیچینی اور بلا کی بو آتی ہے پھر ام المومنین کو وہ مٹی عطا ہوئی اور ارشاد ہوا جب یہ خون ہوجائے تو جاننا کہ حسین شہید ہوا اُنھوں نے وہ مٹی ایک شیشی میں رکھ چھوڑی ام المومنین فرماتی ہیں میں کہا کرتی جس دن یہ مٹی خون ہوجائیگی کیسی سختی کا دن ہوگا۔ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ صفین کو جاتے ہوئے زمین کربلا پر گزرے نام پوچھا لوگوں نے کہا کربلا یہاں تک روئے کہ زمین آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر فرمایا میں خدمت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا حضور کو روتا پایا سبب پوچھا فرمایا ابھی جبریل کہہ گئے ہیں کہ میرا بیٹا حسین فرات کے کنارے کربلا میں قتل کیا جائیگا پھر جبریل نے وہاں کی مٹی مجھے سونگھائی مجھ سے ضبط نہ ہوسکا اور آنکھیں بہہ نکلیں۔ ایک روایت میں ہے مولی علی اُس مقام سے گزرے جہاں اب امام مظلوم کی قبر مبارک ہے فرمایا یہاں اُن کی سواریاں بٹھائی جایئں گی یہاں اُن کے کجاوے رکھے جایئں گے اور یہاں اُن کے خون گرینگے آل محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ نوجوان اس میدان میں قتل ہونگے جن پر زمین و آسمان روئیں گے۔ اللھم صلّ علی سیّدنا محمّد والہ وصحبہ اجمعین۔

## امام مظلوم سے مدینہ چھوٹتا ہے

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کام تمام کرکے جب یزید پلید نے اپنے ناشاد دل کو خوش کرلیا

اب اُس شقی کو امام حسین یاد آئے مدینہ کے صوبہ ولید کو خط لکھا کہ حسین اور عبداللہ ابن عُمر اور عبد اللہ ابن زُبیر سے بیعت کے لیے کہے اور مہلت نہ دے ابن عُمر ایک مسجد میں بیٹھنے والے آدمی ہیں اور ابن زُبیر جبتک موقع نہ پائیں گے خاموش رہیں گے ہاں حسین سے بیعت لینی سب سے زیادہ ضروری ہے کہ یہ شیر اور شیر کا بیٹا موقع کا انتظار نہ کریگا صوبہ نے خط پڑھکر پیامی بھیجا امام فرمایا چلو آتے ہیں پھر عبد اللہ ابن زبیر سے فرمایا دربار کا وقت نہیں بے وقت بُلانے سے معلوم ہوتا ہے کہ سردار نے وفات پائی ہمیں اس لیے بُلایا جاتا ہے کہ موت کی خبر مشہور ہونے سے پہلے یزید کی بیعت ہم سے لی جائے۔ ابن زبیر نے عرض کی میرا بھی یہی خیال ہے ایسی حالت میں آپکی کیا رائے ہے فرمایا میں اپنے جوان جمع کرکے جاتا ہوں ساتھیوں کو دروازے پر بٹھا کر اُس کے پاس جاؤنگا ابن زُبیر نے کہا مجھے اُسکی جانب سے اندیشہ ہے فرمایا وہ میرا کچھ نہیں کرسکتا پھر اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لے گئے ہمراہیوں کو ہدایت کی جب میں بُلاوں یا میری آواز بلند ہوتے سنو اندر چلے آنا اور جبتک میں واپس نہ آؤں کہیں ہلکر نہ جانا یہ فرما کر اندر تشریف لے گئے ولید کے پاس مروان کو بیٹھا پایا سلام علیک کرکے تشریف رکھی ولید نے خط پڑھکر سُنایا وہی مضمون پایا جو حضور کے خیال شریف میں آیا تھا بیعت کا حال سُن کر ارشاد ہوا مجھ جیسے چھپکر بیعت نہیں کرتے سب کو جمع کرو بیعت لو پھر ہم سے کہو ولید نے بنظر عافیت پسندی عرض کی بہتر تشریف لیجائیے مروان بولا اگر اس وقت انھیں چھوڑ دیگا اور بیعت نہ لیگا تو جبتک بہت سی جانوں کا خون نہ ہو جائے ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا ابھی روک لے بیعت کرلیں تو خیر ورنہ گردن مار دے یہ سُن کر امام نے فرمایا ابن الزرقا تو یا وہ کیا مجھے قتل کرسکتا ہے خدا کی قسم تو نے جھوٹ کہا اور باجی پن کی بات کی یہ فرماکر واپس تشریف لائے مروان نے ولید سے کہا خدا کی قسم اب ایسا موقع نہ ملیگا ولید بولا مجھے پسند نہیں کہ بیعت نہ کرنے پر حسین کو قتل کروں مجھے تمام جہان کے ملک ومال کے بدلے میں بھی حسین کا قتل منظور نہیں میرے نزدیک حسین کے خون کا جس شخص سے

مطالبہ ہوگا وہ قیامت کے دن خدائے قہار کے سامنے ہلکی تول) والا ہے مروان نے منافقانہ طور پر کہدیا تو لے ٹھیک کہا دوبارہ آدمی آیا فرمایا صبح ہونے دو اور قصد فرمالیا کہ رات میں مکہ کے ارادے سے مع اہل وعیال سفر فرمایا جائیگا۔ یہ رات امام نے اپنے جد کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے روضہ منورہ میں گزاری کہ آخر تو فراق کی ٹھہری ہے چلتے وقت تو اپنے جد کریم (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی مقدس گود سے لپٹ لیں پھر خدا جانے زندگی میں ایسا وقت ملے یا نہ ملے امام آرام میں تھے کہ خواب دیکھا حضور پرنور تشریف لائے ہیں اور امام کو کلیجے سے لگا کر فرماتے ہیں حسین وہ وقت قریب آتا ہے کہ تم پیاسے شہید کیے جاؤ اور جنت میں شہیدوں کے بڑے درجے ہیں یہ دیکھکر آنکھ کھل گئی اُٹھے اور روضۂ مقدس کے سامنے رخصت ہونے کو حاضر ہوئے۔ مسلمانو حیات دُنیوی میں امام کی یہ حاضری پچھلی حاضری ہے صلاۃ وسلام عرض کرنے کے بعد سر جُھکا کر کھڑے ہوگئے ہیں غم فراق کلیجے میں چُٹکیاں لے رہا ہے آنکھوں سے لگاتار آنسو جاری ہیں رقت کے جوش نے جسم مبارک میں رعشہ پیدا کر دیا ہے بیقراریوں نے محشر برپا کر رکھا ہے دل کہتا ہے سر جائے مگر یہاں سے قدم نہ اُٹھایئے صبح کے کھٹکے کا تقاضا ہے جلد تشریف لے جایئے دو قدم جاتے ہیں اور پھر پلٹ آتے ہیں حب وطن قدموں پر لوٹتی ہے کہ کہاں جاتے ہو غربت دامن کھینچتی ہے کیوں دیر لگاتے ہو شوق کی تمنا ہے کہ عمر بھر نہ جایئں مجبوریوں کا تقاضا ہے دم بھر نہ ٹھہرنے پایئں شعبان کی چوتھی رات کے تین پہر گزر چکے ہیں اور پچھلے کے نرم نرم جھونکے سونے والوں کو تھپک تھپک کر سُلا رہے ہیں ستاروں کے سُنہرے رنگ میں کچھ کچھ سپیدی ظاہر ہو چلی ہے اندھیری رات کی تاریکی اپنا دامن سمیٹنا چاہتی ہے تمام شہر میں سناٹا ہے نہ کسی بولنے والے کی آواز کان تک پہنچتی ہے نہ کسی چلنے والے کی پہچل سُنائی دیتی ہے شہر بھر کے دروازے بند ہیں ہاں خاندان نبوت کے مکانوں میں اس وقت جاگ ہورہی ہے اور سامان سفر درست کیا جا رہا ہے ضرورت کی چیزیں باہر نکالی گئی ہیں سواریاں دروازوں پر تیار کھڑی ہیں محمل کس گئے ہیں پردے کا انتظام ہوچکا ہے

ادھر امام کے بیٹے بھائی بھتیجے گھر والے سوار ہو رہے ہیں اُدھر امام مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے ہیں محرابوں نے سر جھکا کر تسلیم کی میناروں نے کھڑے ہو کر تعظیم دی قافلہ سالار کے تشریف لاتے ہی بنی زادوں کا قافلہ روانہ ہو گیا ہے مدینہ میں اہل بیت سے حضرت صغریٰ امام مظلوم کی صاحبزادی اور جناب محمد بن حنفیہ مولیٰ علی کے بیٹے باقی رہ گئے ہیں اللہ اکبر ایک وہ دن تھا کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کافروں کی ایذادہی اور تکلیف رسانی کی وجہ سے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی مدینہ والوں نے جب یہ خبر سُنی دلوں میں مسرّت آمیز اُمنگوں نے جوش مارا اور آنکھوں میں شادی عید کا نقشہ کھنچ گیا آمد آمد کا انتظار لوگوں کو آبادی سے نکال کر پہاڑوں پر لیجاتا منتظر آنکھیں مکہ کی راہ کو جہاں تک اُن کی نظر پہنچتی ٹکٹکی باندھکر تکتیں اور مشتاق دل ہر آنے والے کو دور سے دیکھکر چونک پڑتے جب آفتاب گرم ہو جاتا گھروں پر واپس آتے اسی کیفیت میں کئی دن گزر گئے ایک دن اور روز کی طرح وقت بے وقت ہو گیا تھا اور انتظار کرنے والے حسرتوں کو سمجھاتے تمناؤں کو تسکین دیتے پلٹ چکے تھے کہ ایک یہودی نے بلندی سے آواز دی راہ دیکھنے والو پلٹو تمھارا مقصود بر آیا اور تمھارا مطلب پورا ہوا اس صدا کے سُنتے ہی وہ آنکھیں جن پر ابھی حسرت آمیز حیرت چھا گئی تھی اشک شادی برسا چلیں وہ دل جو مایوسی سے مُرجھا گئے تھے تازگی کے ساتھ جوش مارنے لگے بیقرارانہ پیشوائی کو بڑھے پروانہ وار قربان ہوتے آبادی تک لائے اب کیا تھا خوشی کی گھڑی آئی موبھ مانگی مُراد پائی گھر گھر سے نغمات شادی کی آوازیں بلند ہوئیں پردہ نشین لڑکیاں دف بجاتی خوشی کے لہجوں میں مبارکباد کے گیت گاتی نکل آئیں ؎

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا ٭ مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ ٭ وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا ٭ مَادَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ

بنی نجار کی لڑکیاں گلی کوچوں میں اس شعر سے اظہار مسرت کرتی ہوئی ظاہر ہوئیں ؎

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ ٭ یَاحَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ

غرض مسرت کا جوش تھا درودیوار سے خوشی ٹپکی پڑتی تھی ایک آج کا دن ہے کہ امام مظلوم سے مدینہ چھوٹتا ہے مدینہ ہی نہیں بلکہ دُنیا کی سب راحتیں تمام آسائشیں ایک ایک کرکے رخصت ہوتی اور خیرباد کہتی ہیں یہ سب در کنار ناز اُٹھانے والی ماں کا پروس مانجائے بھائی کا ہمسایہ اور سب سے بڑھکر امام پر اپنا بیٹا قربان کر دینے والے جدکریم (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کا قرب کیا یہ ایسی چیزیں ہیں جن کی طرف سے آسانی کے ساتھ آنکھیں پھیر لی جائیں آسانی سے آنکھیں پھیرنی کیسی اگر امام کو مدینہ چھوڑنے پر قتل کر دیا جاتا تو قتل ہو جانا منظور فرماتے اور مدینہ سے باہر پاؤں نہ نکالتے مگر اس مجبوری کا کیا علاج کہ امام کے ناقہ کو قضا مُہار پکڑے اُس میدان کی جانب لیے جاتی ہے جہاں قسمت نے پردیسیوں کے قتل ہونے پیاسوں کے شہید کیے جانے کا سامان جمع کیا ہے مدینے کی زمین جس پر آپ گھٹنوں چلے جس نے آپ کی بچپن کی بہاریں دیکھیں جس پر آپ کی جوانی کی کرامتیں ظاہر ہوئیں اپنے سر پر خاکِ حسرت ڈالتی اور پردیس جانے والے کے پیارے پیارے نازک پاؤں سے لپٹ لپٹ کے زبان حال سے عرض کر رہی ہے کہ اے فاطمہ کی گود کے سنگھار کلیجے کی ٹیک زندگی کی بہار کہاں کا ارادہ فرمادیا وہ کونسی سرزمین ہے جسے یہ عزت والے پاؤں جو میری آنکھوں کے تارے ہیں شرف بخشنے کا قصد فرماتے ہیں ؎

اے تماشا گاہِ عالم روئے تو ✦ تو کجا بہر تماشا میروی

جس قدر یہ برکت والا قافلہ نگاہ سے دور ہوتا جاتا ہے اُسی قدر پیچھے رہ جانے والی پہاڑیاں اور مسجد نبوی کے منارے سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے کی خواہش زیادہ ظاہر کرتے ہیں یہاں تک کہ جانے والے نگاہوں سے غائب ہو گئے اور مدینہ کی آبادی پر حسرت بھرا سناٹا چھا گیا اللّٰھم صل علیٰ سیّدنا ومولٰنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

راستے میں عبداللہ بن مطیع ملے عرض کی کہاں کا قصد فرمادیا فرمایا فی الحال مکہ کا عرض کی کوفے کا عزم نہ فرمایا جائے وہ بڑا بیڈھنگا شہر ہے وہاں آپ کے والد ماجد شہید ہوئے

آپ کے بھائی سے دغا کی گئی آپ مکّے کے سوا کہیں کا ارادہ نہ فرمایئں اگر آپ شہید ہو جائینگے تو خدا کی قسم ہمارا ٹھکانا نہ لگا رہے گا ہم سب غلام بنا لیے جایئں گے - بالآخر حضور مکّہ پہنچکر ساتویں ذی الحجہ تک امن و امان کے ساتھ قیام فرما رہے -

# کوفیوں کی شرارت اور امام مسلم کی شہادت

جب اہل کوفہ کو یزید خبیث کی تخت نشینی اور امام سے بیعت طلب کیے جانے اور امام کے مدینہ چھوڑ کر مکّے تشریف لے آنے کی خبر پہنچی فریب دہی و عیّاری کی پرانی روش یاد آئی سلیمٰن بن صرد خزاعی کے مکان پر جمع ہوئے مشورہ ہو کر عرضی لکھی کہ تشریف لایئے اور ہمکو یزید کے ظلم سے بچایئے ڈیڑھ سو عرضیاں جمع ہو جانے پر امام نے تحریر فرمایا کہ اپنے معتمد چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں اگر یہ تمھارا معاملہ ٹھیک دیکھکر اطلاع دینگے تو ہم جلد تشریف لایئں گے حضرت مسلم کوفہ پہنچے ادھر کوفیوں نے امام کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور امام کو مدد دینے کا وعدہ کیا بلکہ اٹھارہ ہزار داخل بیعت بھی ہو گئے اور حضرت مسلم کو یہاں تک باتوں میں لیکر اطمینان دلایا کہ اُنھوں نے امام کو تشریف لانے کی نسبت لکھا اُدھر یزید پلید کو کوفیوں نے خبر دی کہ حسین نے مسلم کو بھیجا ہے کوفے کے حاکم نعمٰن بن بشیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اُن کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں کوفے کا بھلا منظور ہے تو اپنی طرح کوئی زبردست ظالم بھیج اُس نے عبد اللہ ابن زیاد کو حاکم بنا کر روانہ کیا اور کہا کہ مسلم کو شہید کرے یا کوفے سے نکال دے جب یہ مردک کوفہ پہنچا امام کے ہمراہ اٹھارہ ہزار کی جماعت پائی امیروں کو دھمکانے پر مقرر کیا کسی کو دھمکی دی کسی کو لالچ سے توڑا یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں امام مسلم کے پاس صرف ۳۰ آدمی رہ گئے مسلم یہ دیکھکر مسجد سے باہر نکلے کہ کہیں پناہ لیں جب دروازہ سے باہر آئے ایک بھی ساتھ نہ تھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ط آخر ایک گھر میں پناہ لی ابن زیاد

نے یہ خبر پاکر فوج بھیجی جب امام مسلم کو آوازیں پہنچیں تلوار لیکر اُٹھے اور اُن روباہ منشوں کو مکان سے باہر نکال دیا کچھ دیر بعد پھر جمع ہو کر آئے شیر خدا کا بھتیجا پھر تیغ بکف اُٹھا اور آن کی آن میں اُن شغالوں کو پریشان کر دیا کئی بار ایسا ہی ہوا جب اُن نامردوں کا اُس اکیلے مرد خدا پر کچھ بس نہ چلا مجبور ہو کر چھتوں پر چڑھ گئے پتھر اور آگ کے لوکے پھینکنے شروع کیے شیر مظلوم کا تن نازنین اُن ظالموں کے پتھروں سے خوناخون تھا مگر وہ تیغ برکف وکف برلب حملہ فرماتا باہر نکلا اور راہ میں جو گروہ کھڑے تھے اُن پر عقاب عذاب کی طرح ٹوٹا جب یہ حالت دیکھی ابن اشعث نے کہا آپ کے لیے امان ہے نہ آپ قتل کیے جائیں نہ کوئی گستاخی ہو مسلم مظلوم تھک کر ایک دیوار سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گئے خچّر سواری کے لیے حاضر ہوا اُس پر سوار کیے گئے ایک نے تلوار حضور کے ہاتھ سے لے لی فرمایا یہ پہلا مکر ہے ابن اشعث نے کہا کچھ خوف نہ کیجیے فرمایا وہ امان کدھر گئی پھر رونے لگے ایک شخص بولا تم جیسا بہادر اور روئے فرمایا اپنے لیے نہیں روتا ہوں رونا حسین اور آلِ حسین کا ہے کہ وہ تمھارے اطمینان پر آتے ہونگے اور اُنھیں اس مکر و بدعہدی کی خبر نہیں پھر ابن اشعث سے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تم مجھے پناہ دینے سے عاجز رہو گے اور تمھاری امان کام نہ دے گی اگر ہو سکے تو اتنا کرو کہ اپنے پاس سے کوئی آدمی امام حسین کے پاس بھیجکر میرے حال کی اطلاع دیدو کہ وہ واپس جائیں اور کوفیوں کے فریب میں نہ آئیں جب مسلم ابن زیاد بدنہاد کے پاس لائے گئے ابن اشعث نے کہا میں انھیں امان دیچکا ہوں وہ خبیث بولا تجھے امان دینے سے کیا تعلق ہم نے تجھے ان کے لانے کو بھیجا تھا نہ کہ امان دینے کو ابن اشعث چپ رہے مسلم اُس شدت محنت اور زخموں کی کثرت میں پیاسے تھے ٹھنڈے پانی کا ایک گھڑا دیکھا فرمایا مجھے اس میں سے پلادو ابن عمرو باہلی بولا دیکھتے ہو کیسا ٹھنڈا ہے تم اس میں سے ایک بوند نہ چکھنے پاؤگے یہاں تک کہ (معاذ اللہ) جہنم میں آب گرم پیو۔ امام مسلم نے فرمایا او سنگدل

درشت خوآب حمیم ونارِ جحیم کا تو مستحق ہے پھر عمارہ بن عقبہ کو ترس آیا ٹھنڈا پانی منگا کر پیش کیا امام نے پینا چاہا پیالہ خون سے بھر گیا تین بار ایسا ہی ہوا فرمایا خدا ہی کو منظور نہیں جب ابن زیاد بدنہاد کے سامنے گئے اُسے سلام نہ کیا وہ بھڑکا اور کہا تم ضرور قتل کیے جاؤگے فرمایا تو مجھے وصیت کر لینے دے اُس نے اجازت دی مسلم مظلوم نے عمرو بن سعد سے فرمایا مجھ میں تجھ میں قرابت ہے اور مجھے تجھ سے ایک پوشیدہ حاجت ہے اُس سنگدل نے کہا میں سُننا نہیں چاہتا ابن زیاد بولا سُن لے کہ یہ تیرے چچا کی اولاد ہیں وہ الگ لے گیا فرمایا کوفہ میں میں نے سات سو روپے قرض لیے ہیں وہ ادا کر دینا اور بعد قتل میرا جنازہ ابن زیاد سے لیکر دفن کرا دینا اور امام حسین کے پاس کسی کو بھیجکر منع کرا بھیجنا ابن سعد نے ابن زیاد سے یہ سب باتیں بیان کر دیں وہ بولا کبھی خیانت کرنے والے کو بھی امانت سپرد کی جاتی ہے یعنی اُنھوں نے پوشیدہ رکھنے کو فرمایا تھا تو نے ظاہر کر دیں اپنے مال کا تجھے اختیار ہے جو چاہے کر اور حسین اگر ہمارا قصد نہ کرینگے ہم اُن کا نہ کریں گے ورنہ ہم اُن سے باز نہ رہیں گے رہا مسلم کا جنازہ اس میں ہم تیری سفارش سُننے والے نہیں پھر حکم پاکر جلّاد ظالم انھیں بالائے قصر لے گیا امام مسلم برابر تسبیح و استغفار میں مشغول تھے یہاں تک کہ شہید کیے گئے اور اُن کا سر مبارک یزید پلید کے پاس بھیجا گیا۔

## امام جنت مقام مکہ سے جاتے ہیں

پائی نہ تیغ عشق سے ہم نے کہیں پناہ

قرب حرم میں بھی تو ہیں قربانیوں میں ہم

۶۰ھ کا پچھلا مہینہ ہے اور حج کا زمانہ دُنیا کے دور دراز حصّوں سے لاکھوں مسلمان وطن چھوڑ کر عزیزوں سے مونھ موڑ کر اپنے رب جل جلالہ کے

مقدس اور برگزیدہ گھر کی زیارت سے مشرف ہونے حاضر آئے ہیں دلوں میں فرحت نے ایک جوش پیدا کر دیا ہے اور سینوں میں سرور لہریں لے رہا ہے کہ یہی ایک رات بیچ میں ہے صبح نویں تاریخ ہے اور مہینوں کی محنت وصول ہونے مدتوں کے ارمان نکلنے کا مبارک دن ہے مسلمان خانۂ کعبہ کے گرد پھر پھر کر نثار ہو رہے ہیں مکۂ معظمہ میں ہر وقت کی چہل پہل نے دن کو روز عید اور رات کو شب برات کا آئینہ بنا دیا ہے کعبہ کا دلکش بناؤ کچھ ایسی دل آویز اداؤں کا سامان اپنے ساتھ لیے ہوئے ہے کہ لاکھوں کے جمگھٹ میں جسے دیکھیے شوق بھری نگاہوں سے اسی طرف دیکھ رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سیاہ پردے کی چلمن سے کسی محبوب دلنواز کی پیاری پیاری تجلیاں چھن چھن کر نکل رہی ہیں جن کی ہوش ربا تاثیروں دلکش کیفیتوں نے یہ مجلس آرائیاں کی ہیں عاشقان دلدادہ فرقت کی مصیبتیں جدائی کی تکلیفیں جھیل کر جب خوش قسمتی سے اپنے پیارے معشوق کے آستانہ پر حاضری کا موقع پاتے ہیں ادب وشوق کی الجھن مسرت آمیز بے قراری کی خوش آئند تصویر ان کی آنکھوں کے سامنے کھینچ دیتی ہے اور وہ اپنی چمکتی ہوئی تقدیر پر طرح طرح سے ناز کرتے اور بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں ؎

مقامِ وجد ہے ایدل کہ کوئے یار میں آئے
بڑے دربار میں پہنچے بڑی سرکار میں آئے

غرض آج کا یہ دھوم دھامی جلسہ جو ایک غرض مشترک کے ساتھ اپنے محبوب کے درِ دولت پر حاضر ہے اپنی بھر پور کامیابی پر انتہا سے زیادہ مسرت ظاہر کر رہا ہے مگر امام مظلوم کے مقدس چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ کیسی خاص وجہ سے اس مجمع میں شریک نہیں رہ سکتے یا ان کے سامنے سے کسی نے پردہ اٹھا کر کچھ ایسا عالم دکھا دیا ہے کہ ان کی مقدس نگاہ کو اس مبارک منظر کی طرف دیکھنے اور ادھر متوجہ ہونے کی فرصت

ہی نہیں اور اگر کسی وقت حاجیوں کے جماؤ کی طرف حسرت سے دیکھتے اور حج نفل کے فوت ہونے پر اظہار افسوس بھی کرتے ہیں تو تقدیر زبان حال سے کہہ اُٹھتی ہی کہ حسین تم غمگین نہ ہو اگر اس سال حج نہ کرنے کا افسوس ہی تو ہی نے تمھارے لیے حج اکبر کا سامان مہیّا کیا ہی اور کمر شوق پر دامن ہمت کا مبارک احرام چُست باندھو اگر حاجیوں کی سعی کے لیے مکہ کا ایک نالہ مقرر کیا گیا ہے تو تمھارے لیے مکّے سے کربلا تک وسیع میدان موجود ہی حاجی اگر زمزم کا پانی پئیں گے تو تمھیں تین دن پیاسا رکھکر شربت دیدار پلایا جاویگا کہ پیو تو خوب سیراب ہو کر پیو حاجی بقرعید کی دسویں کو مکے میں جانوروں کی قربانیاں کرینگے تم محرم کی دسویں کو کربلا کے میدان میں اپنے گود کے پالوں کو خاک وخون میں تڑپتا دیکھو گے حاجیوں نے مکّے کی راہ میں مال صرف کیا ہی تم کربلا کے میدان میں اپنی جان اور عمر بھر کی کمائی لُٹا دوگے حاجیوں کے لیے مکّے میں تاجروں نے بازار کھولا ہی تم فرات کے کنارے دوست کی خاطر اپنی دُکانیں کھولوگے یہاں تاجر مال فروخت کرتے ہیں وہاں تم جانیں بیچوگے یہاں حاجی خرید وفروخت کو آتے ہیں تمھاری دُکانو پر تمھارا دوست جلوہ فرمائیگا جو پہلے ہی ارشاد کرچکا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔ بیشک اللہ نے مسلمانوں کی جانیں اور مال جنت کے بدلے میں مول لے لیے ہیں۔ غرض ان کیفیتوں نے کچھ ایسا از خود رفتہ بنا دیا ہے کہ امام عالی مقام نے بقرعید کی آٹھویں تاریخ کوفے کا قصد فرمادیا جب یہ خبر مشہور ہوئی **عمر بن عبدالرحمن** نے اس ارادے کا خلاف کیا اور جانے سے مانع آئے فرمایا جو ہونی ہے ہو کر رہے گی **عبداللہ ابن عباس** رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے نہایت عاجزی سے روکنا چاہا اور عرض کی کچھ دنوں تامل فرمایئے اور انتظار کیجیے اگر کوفی ابن زیاد کو قتل کردیں اور دشمنوں کو نکال باہر کریں تو جانیے کہ نیک نیتی سے بُلاتے ہیں اور اگر وہ ان پر قابض اور دشمن موجود ہیں تو ہرگز وہ حضور کو بھلائی کی طرف نہیں بلاتے۔ میں اندیشہ کرتا ہوں کہ یہ بُلانے والے ہی مقابل آئیں گے فرمایا میں استخارہ کرونگا عبداللہ ابن عباس پھر آئے اور کہا بھائی صبر کرنا چاہتا ہوں مگر صبر

نہیں آتا مجھے اس روانگی میں آپ کے شہید ہونے کا اندیشہ ہے عراقی بدعہد ہیں اُنھوں نے آپ کے باپ کو شہید کیا آپ کے بھائی کا ساتھ نہ دیا آپ اہلِ عرب کے سردار ہیں عرب ہی میں قیام رکھیے یا عراقیوں کو لکھیے کہ وہ ابن زیاد کو نکال دیں اگر ایسا ہو جائے تشریف لیجائیے اور اگر تشریف ہی لے جانا ہے تو یمن کا قصد فرمایئے کہ وہاں قلعے ہیں گھاٹیاں ہیں اور وہ ملک وسیع زمین رکھتا ہے فرمایا بھائی خدا کی قسم میں آپ کو ناصح مشفق جانتا ہوں مگر میں تو ارادہ مصمم کر چکا عرض کی تو بی بیوں اور بچّوں کو تو ساتھ نہ لیجائیے یہ بھی منظور نہ ہوا عبداللہ ابن عباس ہائے پیارے ہائے پیارے کہکر رونے لگے اسی طرح عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے منع کیا نہ مانا اُنھوں نے پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر کہا اے شہید ہونے والے میں تمھیں خدا کو سونپتا ہوں یونہیں عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے روکا فرمایا میں نے اپنے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا ہے کہ ایک مینڈھے کے سبب سے مکّے کی بے حرمتی کی جائے گی میں پسند نہیں کرتا کہ وہ مینڈھا میں ہوں جب روانہ ہو لیے راہ میں آپ کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ ابن حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا خط ملا لکھا تھا ذرا ٹھہریئے میں ابھی آتا ہوں حضرت عبداللہ نے عمرو بن سعید حاکم مکہ سے امام مظلوم کے لیے ایک خط امان اور واپس بلانے کا مانگا اُنھوں نے لکھدیا اور اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کو واپس لانے کے لیے ساتھ کر دیا دونوں حاضر آئے اور سر سے پاؤں تک گئے کہ واپس تشریف لے چلیں مقبول نہ ہوا فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور مجھے ایک حکم دیا گیا ہے اُس کی تعمیل کرونگا سر جائے خواہ رہے پوچھا وہ خواب کیا ہے فرمایا جبتک زندہ ہوں کسی سے نہ کہونگا یہ فرماکر روانہ ہو گئے ؎

## نظم

سب نے کی عرض کہ شہزادۂ حیدر مت جا ‌ ‌ ‌ اے حسین ابن علی سبطِ پیمبر مت جا

صدمے واں پہنچے علی اور حسن کو کیا کیا | جانا کوفہ کا تو ہرگز نہیں بہتر مت جا
حق نما آئینہ ہی رُخ ترا اندھے ہیں وہی | لیکے اندھوں میں یہ آئینہ سکندر مت جا
سنگ باراں سے بچا جام بلوریں اپنا | ایسے لوگوں میں عجب پتھر سے ہیں بدتر مت جا
گُل شاداب نبی اپنے چمن سے نہ نکل | نازنیں پھول ہے تو کانٹوں کے اندر مت جا
چلتے ہیں صرصر آفات کے مظلم جھونکے | شمع رو قلعۂ فانوس سے باہر مت جا
بوسعید ابن عمر جابر و ابن عباس | تھا یہی کلمہ سب اصحاب کے لب پر مت جا

بیدل اُس شاہ کو مقتل میں قضا لے ہی گئی
کہتے سب رہ گئے ای دین کے سرور مت جا

جب امام کے بھائی امام **محمد بن حنفیہ** کو روانگی امام کی خبر پہنچی طشت میں وضو فرما رہے تھے اس قدر روئے کہ طشت آنسوؤں سے بھر دیا امام تھوڑی دور پہنچے ہیں کہ فرزدق شاعر کوفے سے آتے ملے کوفیوں کا حال پوچھا عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر پارے اُن کے دل حضور کے ساتھ ہیں اور اُن کی تلواریں بنی اُمیہ کے ساتھ قضا آسمان سے اُترتی ہے اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ غرض ادھر تو امام روانہ ہوئے اُدھر ابن زیاد بدنہاد بانی فساد کو یہ خبر پہنچی **قادسیہ** سے **خفان** و **کوہ لعلع** اور **قطقطانہ** تک فوج سے ناکا بندیاں کرادیں اور قیامت تک مسلمانوں کے دلوں کے گھائل کرنے اور کلیجوں میں گھاؤ ڈالنے کی بنیاد ڈال دی امام مظلوم نے **قیس بن مسہر** کو اپنی تشریف آوری کی اطلاع دینے کوفے بھیجا جب یہ مرحوم قادسیہ پہنچے ابن زیاد کے سپاہی گرفتار کر کے اُس خبیث کے پاس لے گئے اُس مردود نے کہا اگر جان کی خیر چاہتے ہو تو اُس چھت پر چڑھ کر حسین کو گالیاں دو یہ سُن کر وہ خاندان نبوت کا فدائی اہل بیت رسالت کا شیدائی چھت پر گیا اور اللہ تبارک تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد بلند آواز سے کہنے لگا حسین آج تمام جہان سے افضل ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی

فاطمہؑ زہراؑ کے کلیجے کے ٹکڑے ہیں مولیٰ علی کی آنکھوں کے نور دل کے سرور ہیں اُن کا قاصد ہوں اُن کا حکم مانو اور اُن کی اطاعت کرو پھر کہا ابن زیاد اور اُس کے باپ پر لعنت۔ آخر کار اُس مردک نے جلکر حکم دیا کہ چھت سے گرا کر شہید کیے جائیں اس وقت اس بادۂ الفت کے متوالے کا بیقرار دل امام عرش مقام کی طرف موںھ کیے النجا کے لہجے میں عرض کر رہا ہے ؎

بجرم عشق توام مے کشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام مظلوم آگے بڑھے تو راہ میں **زہیر بن قین بجلی** ملے وہ حج سے واپس آتے تھے اور مولیٰ علی سے کچھ کدورت رکھتے تھے دن بھر امام کے ساتھ رہتے رات کو علیحدہ ٹھہرتے ایک روز امام نے بلا بھیجا بہ کراہت آئے خدا جانے کیا فرما دیا اور کس ادا سے دل چھین لیا کہ اب جو واپس آئے تو اپنا اسباب امام کے اسباب میں رکھدیا اور ساتھیوں سے کہا جو میرے ساتھ رہنا چاہے رہے ورنہ یہ ملاقات پچھلی ملاقات ہی پھر اپنا سامان لے آنے اور امام کے ساتھ ہو جانے کا سبب بیان کیا کہ شہر ملنجز پر ہم نے جہاد کیا وہ فتح ہوا کثیر غنیمتوں کے ملنے پر ہم بہت خوش ہوئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تم جوانان آل محمد ﷺ کے سردار کو پاؤ تو اُن کے ساتھ دشمن سے لڑنے پر اس سے زیادہ خوش ہونا اب وہ وقت آ گیا میں تم سب کو سپرد بخدا کرتا ہوں پھر اپنی بی بی کو طلاق دے کر کہا گھر جاؤ میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے تم کو کچھ نقصان پہنچے خدا جانے ان اچھی صورت والوں کی اداؤں میں کس قیامت کی کشش رکھی گئی ہے یہ جسے ایک نظر دیکھ لیتے ہیں وہ ہر طرف سے ٹوٹ کر انھیں کا ہو رہتا ہے پھر یاروں سے یاری رہتی ہے نہ زن و فرزند کی پاسداری آخر یہ وہی زہیر تو ہیں جو مولیٰ علی سے کدورت رکھتے اور رات کو امام سے علیحدہ

ٹھہرنے تھے یہ انھیں کیا ہو گیا اور کس کی ادا نے مار رکھا جو عزیزوں کا ساتھ چھوڑنے عورت کو طلاق
دینے پر مجبور ہو کر بیکسی سے جان دینے اور مصیبتیں جھیل کر شہید ہونے کو آمادہ ہو گئے اب یہ قافلہ
بڑھا تو ابن اشعث کا بھیجا ہوا آدمی ملا جو حضرت مسلم کی وصیت پر عمل کرنے کی غرض سے بھیجا گیا تھا اس سے حضرت
مسلم کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی پر بعض ساتھیوں نے امام کو قسم دی کہ یہیں سے پلٹ چلیے مسلم شہید کے عزیزوں نے کہا ہم کسی
طرح نہیں پلٹ سکتے یا خون ناحق کا بدلہ لیں گے یا مسلم مرحوم سے جا ملیں گے امام نے فرمایا
تمھارے بعد زندگی بیکار ہے۔ پھر جو لوگ راہ میں ساتھ ہو لیے تھے اُن سے ارشاد کیا
کوفیوں نے ہمیں چھوڑ دیا اب جس کے جی میں آئے پلٹ جائے ہمیں کچھ ناگوار نہ ہو گا
یہ اس غرض سے فرمادیا کہ لوگ یہ سمجھکر ہمراہ ہوئے تھے کہ امام ایسی جگہ تشریف لیے جاتے
ہیں جہاں کے لوگ داخل بیعت ہو چکے ہیں یہ سُن کر سوا اُن چند بندگان خدا کے جو مکہ
معظمہ سے ہمراہ رکاب سعادت مآب تھے سب اپنی اپنی راہ گئے پھر ایک اور عربی
ملے عرض کی کہ اب تیغ و سنان پر جانا ہی آپ کو قسم ہے کہ واپس جائیے فرمایا جو خدا چاہتا ہے
ہو کر رہتا ہے۔ اب امام عالی مقام موضع شراف سے آگے بڑھے ہیں یہ دوپہر کا وقت ہے
یکایک ایک صاحب نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا فرمایا کیا ہے کہا کھجور کے درخت نظر
آتے ہیں قبیلۂ بنی اسد کے دو شخصوں نے کہا اس زمین میں کھجور کبھی نہ تھے فرمایا پھر کیا ہے
عرض کی سوار معلوم ہوتے ہیں فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے اچھا تو یہاں کوئی پناہ کی جگہ
ہے کہ اُسے ہم اپنی پشت پر لیکر اطمینان کے ساتھ دشمن سے مقابلہ کرسکیں کہا ہاں
کوہ ذو حسم اگر حضور اُن سے پہلے اُس تک پہنچ گئے یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ سوار نظر
آئے اور امام سبقت فرما کر پہاڑ کے پاس ہو لیے جب وہ اور قریب آئے تو معلوم ہوا
کہ حُر ہیں جو ایک ہزار سواروں پر افسر بنا کر امام کو ابن زیاد بدنہاد کے پاس لے جانے کے
لیے بھیجے گئے ہیں اس ٹھیک دوپہر میں اصحاب امام کے سامنے اُترے مالک کوثر کے
بیٹے نے حکم دیا کہ انھیں اور ان کے گھوڑوں کو پانی پلاؤ۔ ہمراہیان امام نے پانی پلایا جب

ظہر کا وقت ہوا امام نے موذن کو اذان کا حکم دیا پھر ان لوگوں سے فرمایا تمھاری طرف میرا آنا اپنی مرضی سے نہ ہوا تم نے خط اور قاصد بھیج بھیجکر بلایا اب اگر اطمینان کا اقرار کرو تو میں تمھارے شہر کو چلوں ورنہ واپس جاؤں کسی نے جواب نہ دیا اور موذن سے کہا تکبیر کہو امام نے حُر سے فرمایا اپنے ساتھیوں کو تم نماز پڑھاؤ گے کہا نہیں آپ پڑھائیں اور ہم سب مقتدی ہوں بعد نماز حُر اپنے مقام پر گئے امام نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کے بعد اُن لوگوں سے ارشاد کیا اگر تم اللہ سے ڈرو اور حق کو اُس کے اہل کے لیے پہچانو تو خدا کی رضامندی اسی میں ہے کہ ہم اہل بیت ان ظالموں کے مقابلہ میں ولی الامر ہونیکے مستحق ہیں۔ باایںہمہ اگر تم ہمیں ناپسند کرو اور ہمارا حق نہ پہچانو اور اپنے خطوں اور قاصدوں کے خلاف ہمارے بارے میں رائے رکھنا چاہو تو میں واپس جاؤں حُر نے عرض کی واللہ ہم نہیں جانتے کیسے خط اور کیسے قاصد امام نے دو خورجیاں بھرے ہوئے خط نکال کر سامنے ڈالدیے حُر نے کہا میں خط بھیجنے والو میں نہیں مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے جب آپ کو پاؤں تو کوفہ ابن زیاد کے پاس پہنچاؤں فرمایا تیری موت نزدیک ہے اور یہ ارادہ دُور پھر ہمراہیوں کو حکم دیا کہ واپس چلیں۔ حُر نے روکا فرمایا تیری ماں تجھے روئے کیا چاہتا ہے کہا سُنیے خدا کی قسم آپ کے سوا تمام عرب میں کوئی اور یہ بات کہتا تو میں اُس کی ماں کو برابر سے کہتا کسے باشد مگر واللہ آپ کی ماں کا نام پاک تو میں ایسے موقع پر لے ہی نہیں سکتا فرمایا آخر مطلب کیا ہے عرض کی ابن زیاد کے پاس حضور کا لے چلنا۔ فرمایا تو خدا کی قسم میں تیرے ساتھ نہ چلونگا کہا تو خدا کی قسم آپ کو نہ چھوڑوں گا جب بات بڑھی اور حُر نے دیکھا امام یوں راضی نہ ہونگے اور کسی گستاخی کی نسبت اُن کے ایمان نے اجازت نہ دی تو یہ عرض کی کہ میں دن بھر تو حضور کے ساتھ سے علیحدہ ہو نہیں سکتا ہاں جب شام ہو تو آپ مجھ سے عورتوں کی ہمراہی کا عذر فرماکر علیحدہ ٹھہریے اور رات میں کسی وقت موقع پاکر تشریف لیجائیے میں ابن زیاد کو کچھ لکھ بھیجونگا شاید اللہ تعالیٰ وہ صورت کرے کہ میں کسی بیجا معاملہ میں مبتلا ہونے کی

جرأت نہ کرسکوں ۔جب عذیب الہجانات پہنچے کوفے سے چار شخص آئے ملے حال پوچھا مجمّع بن عبیداللہ عامری نے عرض کی شہر کے رئیسوں کو بھاری رشوتوں سے توڑ لیا گیا اور اُن کی تھیلیوں کو روپیوں اشرفیوں سے بھر دیا گیا ہے وہ تو ایک زبان حضور کے مخالف ہوگئے رہے عوام اُن کے دل حضور کی جانب جھکتے ہیں اور کل اُنھیں کی تلواریں حضور پر کھنچیں گی فرمایا میرے قاصد قیس کا کیا حال ہے کہا قتل کیئے گئے امام بے اختیار رو پڑے اور فرمایا کوئی اپنی مَنّت پوری کر چکا اور کوئی انتظار میں ہے الٰہی ہمیں اور اُنھیں جنت میں جمع فرما طِرِمّاح بن عدی نے عرض کی آپ کے ساتھ گنتی کے آدمی ہیں اگر حُر کی جماعت ہی آپ سے لڑے تو کفایت کرسکتی ہے نہ کہ وہ جماعت جو چلنے سے ایک دن پہلے میں نے کوفے میں دیکھی تھی جو آپ کی طرف روانگی کے لیے تیار ہے میں نے اپنی عمر میں اتنی بڑی فوج کبھی نہ دیکھی میں حضور کو قسم دیتا ہوں کہ اگر اُن سے ایک بالشت بھر جُدائی کی قدرت ہو تو اسی قدر کیجیے اور اگر وہ جگہ منظور ہو جہاں باذن اللہ تعالیٰ آرام واطمیناں سے قیام فرماکر تدبیر فرمایئے تو میرے ساتھ کوہ آجار کی طرف چلیے واللہ ہم اس پہاڑ کے سبب سے ہم بادشاہان غسان وحِمیَر اور نعمٰن بن المنذر بلکہ عرب وعجم کے سب حملوں سے محفوظ رہے حضور وہاں ٹھہر کر آجاؤ سلمٰے کے رہنے والوں کو فرمان تحریر فرمایئے خدا کی قسم دس دن نہ گزریں گے کہ قوم طی کے سوار و پیادے حاضر خدمت ہونگے پھر جبتک مرضی مبارک ہو ہم میں ٹھہریے اور اگر پیش قدمی کا قصد ہو تو بنی طی سے بیس ۲۰۰۰۰ ہزار جوان حضور کے ہمراہ کردینے کا میرا ذمہ ہے جو حضور کے سامنے تلوار چلائیں گے اور جبتک اُن میں کوئی آنکھ پلک مارتی باقی رہے گی حضور تک دشمن نہ پہنچ سکیں گے ارشاد ہوا اللہ تمھیں جزائے خیر دے ہمارا اور کوفیوں کا کچھ قول ہوگیا ہے جس سے ہم پھر نہیں سکتے یہ فرماکر اُنھیں رخصت کیا۔ امام نے راہ میں ایک خواب دیکھا جاگے تو انا للہ وانا الیہ راجعون والحمد للہ رب العٰلمین فرماتے اُٹھے امام زین العابدین نے عرض کی اے باپ میں آپ پر

قربان کیا بات ملاحظہ فرمائی فرمایا خواب میں ایک سوار دیکھا کہ کہہ رہا ہے لوگ چلتے ہیں اور اُن کی قضائیں اُن کی طرف چل رہی ہیں میں سمجھا کہ ہمیں ہمارے قتل کی خبر دی جاتی ہے حضرت عابد نے کہا اللہ آپ کو کوئی بُرائی نہ دکھائے کیا ہم حق پر نہیں فرمایا ضرور ہیں عرض کی جب ہم حق پر جان دیتے اور قربان ہوتے ہیں تو کیا پرواہ ہے فرمایا اللہ تم کو اُن سب جزاؤں سے بہتر جزا دے جو کسی بیٹے کو کسی باپ کی طرف سے ملے ۔جب نینوے پہنچے ایک سوار کوفے سے آتا ملا اُس نے حُر کو ابن زیاد کا خط دیا لکھا تھا حسین پر سختی کر جہاں اُتریں میدان میں اُتریں پانی سے دور ٹھہریں یہ قاصد برابر تیرے ساتھ رہے گا یہاں تک کہ مجھے خبر دے کہ تو نے میرے حکم کی کیا تعمیل کی حُر نے خط پڑھکر امام سے گزارش کی کہ مجھے یہ حکم آیا ہے میں اس کے خلاف نہیں کر سکتا کہ یہ قاصد مجھ پر جاسوس بنا کر بھیجا گیا ہے زہیر بن قین نے عرض کی خدا کی قسم اس کے بعد جو کچھ آئے گا وہ اس سے سخت تر ہوگا اس گروہ کا قتال ہمیں آئندہ آنے والوں کے قتال سے آسان ہے ارشاد ہوا ہم ابتدا نہ فرمائیں گے یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ آفتاب غروب ہوگیا اور محرم کی دوسری رات کا چاند اپنی ہلکی ہلکی روشنی دکھانے لگا۔ دونوں لشکر علیحدہ علیحدہ ٹھہرے اب مشرقی کناروں سے اندھیرا بڑھتا آتا ہے اور بزم فلک کی شمعیں روشن ہوتی جاتی ہیں فضائے عالم کے سیاح اور خدا کی آزاد مخلوق پرند چھپا چھپا کر خاموش ہوگئے ہیں زمانے کی رفتار بتانے والی گھڑی اور عمروں کا حساب سمجھانے والی جنتری اسلامی سن کی تقویم جسے قدرت کے زبردست ہاتھ نے عرجون قدیم کی حد تک پہنچا دیا ہے کچھ دیر اپنی دلکش ادائیں دکھا کر روپوش ہوگئی تاریکیوں کا رنگ اب اور بھی گہرا ہوگیا ہے نگاہیں جو تقریباً دو گھنٹے پہلے دُنیا کی وسیع آبادی میں دُور کی چیزوں کو بہ اطمینان تمام دیکھتی اور پرکھ سکتی تھیں اب تھوڑے فاصلہ پر بھی کام دیتے میں اُلجھتی بلکہ ناکام رہجاتی ہیں اور اگر کچھ نظر بھی آجاتا ہے تو رات کی سیاہ چلمن اُسے صاف

معلوم ہونے سے روکتی ہے وقت کے زیادہ گزرنے اور بول چال کے موقوف ہو جانے نے سناٹا پیدا کر دیا ہے رات اور بھی بھیانک ہو گئی ہے شب بیدار ستاروں کی آنکھیں جھکی پڑتی ہیں سونے والے لنبیاں تانے سو رہے ہیں نیند کا جادو زمانے پر چل گیا ہے حُر کے لشکر سے نفیر خواب بلند ہوئی ہے - امام جنت مقام جنھوں نے اتنی رات اسی موقع کے انتظار میں جاگ جاگ کر گزاری ہے کوچ کی تیاریاں فرما رہے ہیں اسباب جو شام سے بندھا رکھا تھا بار کیا گیا اور عورتوں بچّوں کو سوار کرایا گیا ہے اب یہ مقدس قافلہ اس اندھیری رات میں فقط اس آسرے پر روانہ ہو گیا ہے کہ رات زیادہ ہے دشمن سوتے رہیں گے اور ہم اُن سے صبح ہونے تک بہت دور نکل جائیں گے باقی رات چلنے اور سواریوں کو تیز چلانے گزری اب تقدیر کی خوبیاں دیکھیے کہ مظلوموں کو صبح ہوتی ہے تو کہاں کربلا کے میدان میں جل جلالہ یہ محرم ۶۱ھ ہجری کی دوسری تاریخ اور پنجشنبہ کا دن ہے عمرو بن سعد اپنا لشکر لیکر امام کے مقابلے پر آ گیا ہے اس بدبخت کو ابن زیاد بدنہاد نے کفار دیلم کے جہاد پر مقرر کیا اور فتح کے صلے میں حکومت رے کا فرمان لکھدیا تھا امام مظلوم کی خبر پائی بدنصیب کی نیت بدی پر آئی بُلا کر کہا کہ اُدھر کا قصد ملتوی رکھ پہلے حسین سے مقابل ہو فارغ ہو کر اُدھر جانا کہا مجھے معاف کرو کہا بہتر مگر اس شرط پر کہ ہمارا نوشتہ واپس دے اس نے ایک دن کی مہلت مانگ کر احباب سے مشورہ کیا سب نے ممانعت کی اور اس کے بھانجے حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ نے کہا اے ماموں میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ حسین سے مقابلہ کر کے گنہگار ہو گا اللہ کی قسم اگر ساری دُنیا تیری سلطنت میں ہو تو اُسے چھوڑنا اس سے آسان ہے کہ تو خدا سے حسین کا قاتل ہو کر ملے کہا نہ جاؤں گا مگر ناپاک دل میں تردد رہا رات کو آواز آئی کوئی کہتا ہے ؎

أَأَتْرُكُ مُلْكَ الرَّيِّ وَالرَّيُّ رَغْبَتِي ... أَمْ أَرْجِعُ مَذْمُوماً بِقَتْلِ حُسَيْنٍ

وَفِي قَتْلِهِ النَّارُ الَّتِي لَيْسَ دُونَهَا ... حِجَابٌ وَمُلْكُ الرَّيِّ قُرَّةُ عَيْنٍ

کیا رے کی حکومت چھوڑ دوں اور وہ بڑی مرغوب چیز ہے یا قتل حسین کی مذمت گوارا کروں اور اُن کے قتل میں وہ آگ ہی جس کی روک نہیں اور رے کی سلطنت آنکھوں کی ٹھنڈک ہی - آخر قتل امام مظلوم ہی پر رائے قرار پائی بے دین نے الدِّیْنُ مُزْرَعَۃ الدُّنْیَا کی ٹھہرائی فرات کے گھاٹوں پر پانسو سوار بھیجکر ساقی کوثر کے بیٹے پر پانی بند کیا ایک رات امام نے بُلا بھیجا دونوں لشکروں کے بیچ میں حاضر آیا دیر تک باتیں رہیں امام نے سمجھایا کہ اہل باطل کا ساتھ چھوڑ کہا میرا گھر ڈھایا جائیگا فرمایا اُس سے بہتر بنوا دونگا - کہا میری جائداد چھن جائے گی ارشاد ہوا اُس سے اچھی عطا فرماؤں گا تین چار رات یہی باتیں رہیں جن کا اثر اس قدر ہوا کہ ابن سعد نے ایک صلح آمیز خط ابن زیاد کو لکھا کہ حسین چاہتے ہیں یا تو مجھے واپس جانے دو یا یزید کے پاس لے چلو یا کسی اسلامی سرحد پر چلا جاؤں اس میں تمھاری مراد حاصل ہے حالانکہ امام نے یزید پلید کے پاس جانے کو ہرگز نہ فرمایا تھا ابن زیاد نے خط پڑھکر کہا بہتر ہے شمر ذی الجوشن خبیث بولا کیا یہ باتیں مانے لیتا ہے خدا کی قسم اگر حسین بے تیری اطاعت کیے چلے گئے تو اُن کے لیے عزت و قوت ہو گی اور تیرے واسطے ضعف و ذلت - یوں نہیں بلکہ تیرے حکم سے جائیں اگر تو سزا دے تو مالک ہی اور اگر معاف کرے تو تیرا احسان ہی میں نے سُنا ہی کہ حسین اور ابن سعد میں رات رات بھر باتیں ہوتی ہیں ابن زیاد نے کہا تیری رائے مناسب ہی تو میرا خط ابن سعد کے پاس لیجا اگر وہ مان لے تو اُس کی اطاعت کرنا ورنہ تو سردار لشکر ہے اور ابن سعد کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیجدینا پھر ابن سعد کو لکھا کہ میں نے تجھے حسین کی طرف اس لیے بھیجا تھا کہ تو اُن سے دست کش ہو یا امید دلائے اور ڈھیل دے یا ان کا سفارشی بنے دیکھ حسین سے میری فرمانبرداری کے لیے کہہ اگر مان لیں تو مطیع بناکر یہاں بھیجدے ورنہ اُنھیں اور اُن کے ساتھیوں کو قتل کر اگر تو ہمارا حکم مانیگا تو تجھے فرمانبرداری کا انعام ملے گا ورنہ ہمارا لشکر شمر کے لیے چھوڑ دے جب شمر نے خط لیا عبداللہ بن ابی المحلی بن حزام اس کے ساتھ تھا اسکی

پھوپھی ام البنین بنت حزام مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کی زوجہ اور پسران مولیٰ علی حضرت عباس و عثمٰن و عبد اللہ و جعفر کی والدہ تھیں اس نے ابن زیاد سے اپنے ان پھوپھی زاد بھائیوں کے لیے امان مانگی اُس نے لکھدی وہ خط اُس نے ان صاحبوں کے پاس بھیجا اُنھوں نے فرمایا ہمیں تمھاری امان کی حاجت نہیں ابن سمیّہ کی امان سے اللہ تعالیٰ کی امان بہتر ہے جب شمر نے ابن سعد کو ابن زیاد بدنہاد کا خط دیا اُس نے کہا تیرا بُرا ہو میرا خیال ہے کہ تو نے ابن زیاد کو میری تحریر پر عمل کرنے سے پھیر کر کام بگاڑ دیا مجھے صلح ہو جانے کی پوری امید تھی۔ حسین ہرگز نہ اطاعت قبول کرینگے ہی نہیں خدا کی قسم اُن کے باپ کا دل اُن کے پہلو میں رکھا ہوا ہے۔ شمر نے کہا اب تو کیا کرنا چاہتا ہے بولا جو ابن زیاد نے لکھا شمر نے عباس اور اُن کے حقیقی بھائیوں کو بُلا کر کہا اے بھانجو تمھیں امان ہے وہ بولے اللہ کی لعنت تجھ پر اور تیری امان پر ماموں بنکر ہمیں امان دیتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے کو امان نہیں۔ یہ پنجشنبہ کی شام اور محرم ۶۱ھ ہجری کی نویں تاریخ ہے اس وقت سردار جوانان جنت کے مقابلہ میں جہنمی لشکر کو جنبش دی گئی ہے اور وہ مے شہادت کا متوالا حیدری کچھار کا شیر خیمۂ اطہر کے سامنے تیغ بکف جلوہ فرما ہے آنکھ لگ گئی ہے خواب میں اپنے جد کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو دیکھا ہے کہ اپنے لختِ جگر کے سینہ پر دستِ اقدس رکھے فرما رہے ہیں اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا۔ الٰہی حسین کو صبر و اجر عطا کر اور ارشاد ہوتا ہے کہ اب تم قریب ہم سے ملا چاہتے ہو اور اپنا روزہ ہمارے پاس آکر افطار کیا چاہتے ہو جوش مسرّت میں امام کی آنکھ کھُل گئی ملاحظہ فرمایا کہ دشمن حملہ آوری کا قصد کر رہے ہیں جمعہ کے خیال اور پسماندوں کو وصیت کرنے کی غرض سے امام نے ایک رات کی مہلت چاہی ابن سعد نے مشورہ لیا عمرو بن حجاج زبیدی نے کہا اگر دیلم کے کافر بھی تم سے ایک رات کی مہلت مانگتے تو دینی چاہیے تھی غرض مہلت دی گئی یہاں یہ کارروائی ہوئی کہ سب خیمے ایک دوسرے کے

ترتیب کر دیے گئے طنابوں میں طنابیں ملا دیں خیموں کے پیچھے خندق کھود کر نرکل وغیرہ خشک لکڑیوں سے بھر دی اب مسلمان ان کاموں سے فارغ ہو کر امام کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور امام اپنے اہل اور ساتھیوں سے فرما رہے ہیں صبح ہمیں دشمنوں سے ملنا ہے میں نے بخوشی تمام تم سب کو اجازت دی ابھی رات باقی ہے جہاں جگہ پاؤ چلے جاؤ اور ایک ایک شخص میرے اہل بیت سے ایک ایک کو ساتھ لیجاؤ اللہ تم سب کو جزائے خیر دے دیہاتوں و بلاد میں متفرق ہو جاؤ یہاں تک کہ اللہ بلا ٹالے دشمن جب مجھے پا ئیں گے تمہارا پیچھا نہ کرینگے یہ سُنکر امام کے بھائیوں صاحبزادوں بھتیجوں اور عبد اللہ ابن جعفر کے بیٹوں نے عرض کی یہ ہم کس لیے کریں اس لیے کہ آپ کے بعد زندہ رہیں اللہ ہمیں وہ منحوس دن نہ دکھائے کہ آپ نہ ہوں اور ہم باقی ہوں مسلم شہید کے بھائیوں سے فرمایا گیا تمھیں مسلم ہی کا قتل ہونا کافی ہے - میں اجازت دیتا ہوں تم چلے جاؤ عرض کی اور ہم لوگوں سے جا کر کیا کہیں یہ کہیں کہ اپنے سردار اپنے آقا اپنے سب سے بہتر بھائی کو دشمنوں کے نرغے میں چھوڑ آئے ہیں نہ اُن کے ساتھ کوئی تیر پھینکا نہ نیزہ مارا نہ تلوار چلائی اور ہمیں خبر نہیں کہ ہمارے چلے آنے کے بعد اُن پر کیا گزری خدا کی قسم ہم ہرگز ایسا نہ کرینگے بلکہ اپنی جانیں اپنے بال بچے تمہارے قدموں پر فدا کر دینگے تم پر قربان ہو کر مرجائیں گے اللہ اُس زندگی کا بُرا کرے جو تمہارے بعد ہو ؎

خوشا حالی کہ گرد م گرد کوبیت + رخے پرخوں گریباں پارہ پارہ

مسلم بن عوسجہ اسدی نے عرض کی کیا ہم حضور کو چھوڑ کر چلے جائیں اور ابھی ہم نے حضور کا کوئی حق ادا کر کے اللہ کے سامنے معذرت کی جگہ نہ پیدا کی خدا کی قسم میں تو آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ اپنا نیزہ دشمنوں کے سینے میں توڑ دوں اور جبتک تلوار میرے ہاتھ میں رہے وار کیے جاؤں خدا گواہ ہے اگر میرے پاس ہتھیار بھی نہ ہوتے

تو میں پتھر مارتا یہاں تک کہ آپ کے ساتھ مارا جاتا اسی طرح اور سب ساتھیوں نے بھی گزارش کی اللہ عزوجل اُن سب کو جزائے خیر دے اور جنات الفردوس میں امام عالی مقام کا ساتھ اور اُن کے جد کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا سایہ عطا فرمائے اور دنیا و آخرت قبر و حشر میں ہمیں اُن کے برکات سے بہرہ مندی بخشے آمین آمین یا ارحم الراحمین۔

اسی رات میں امام نے کچھ ایسے شعر پڑھے جن کا مضمون حسرت و بیکسی کی تصویر آنکھوں کے سامنے کھینچدی زمانہ صبح و شام خدا جانے کتنے دوستوں اور عزیزوں کو قتل کرتا ہے اور جسے قتل کرنا چاہتا ہے اُس کے بدلے میں دوسرے پر راضی نہیں ہوتا ہونے والے واقعے کی خبر دینے والی دلخراش آواز حضرت زینب کے کان میں پہنچی صبر نہ ہو سکا بیتاب ہو کر چلّاتی ہوئی دوڑیں۔ کاش اس دن سے پہلے مجھے موت آگئی ہوتی۔ آج میری ماں فاطمہ کا انتقال ہوتا ہے آج میرے باپ علی دُنیا سے گزرتے ہیں آج میرے بھائی حسن کا جنازہ نکلتا ہے اے حسین اے گزرے ہوؤں کی نشانی اور پس ماندوں کی جائے پناہ پھر غش کھا کر گر پڑیں اللہ اکبر آج مالک کوثر کے گھر میں اتنا پانی بھی نہیں کہ بیہوش بہن کے موتھ پر چھڑکا جائے جب ہوش آیا تو فرمایا اے بہن اللہ سے ڈرو اور صبر کرو جان لو سب زمین والوں کو مرنا اور سب آسمان والوں کو گزرنا ہے اللہ کے سوا سب کو فنا ہے میرے باپ میری ماں میرے بھائی مجھ سے بہتر تھے ہر مسلمان کو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ چلنی چاہیے۔

# اب قیامت قایم ہوتی ہے

بہاروں پر ہیں آج آرائشیں گلزارِ جنّت کی
سواری آنے والی ہے شہیدانِ محبت کی

کھِلے ہیں گل بہاروں پر ہے پھلواری جراحت کی
فضا ہر زخم کے دامن سے وابستہ ہے جنت کی

گلا کٹوا کے بیڑی کاٹنے آئے ہیں اُمّت کی
کوئی تقدیر تو دیکھے اسیرانِ مصیبت کی

شہیدِ ناز کی تفریح زخموں سے نہ کیوں کر ہو
ہوائیں آتی ہیں ان کھڑکیوں سے باغِ جنت کی

کرم والوں نے در کھولا تو رحمت کا سماں باندھا
کمر باندھی تو قسمت کھولدی فضلِ شہادت کی

علی کے پیارے خاتونِ قیامت کے جگر پارے
زمیں سے آسماں تک دھوم ہے انکی سیادت کی

زمینِ کربلا پر آج مجمع ہے حسینوں کا
جمی ہے انجمن روشن ہیں شمعیں نور و طلعت کی

یہ وہ شمعیں نہیں جو پھونکدیں اپنے فدائی کو
یہ وہ شمعیں نہیں رو کر جو کاٹیں رات آفت کی

یہ وہ شمعیں ہیں جن سے جانِ تازہ پائیں پروانے
یہ وہ شمعیں ہیں جو ہنسکر گزاریں شب مصیبت کی

یہ وہ شمعیں نہیں جن سے فقط اک گھر منوّر ہو
یہ وہ شمعیں ہیں جن سے روح ہو کافور ظلمت کی

دلِ حور و ملائک رہ گیا حیرت زدہ ہو کر
کہ بزمِ گلرخاں ہیں لے بلائیں کسکی صورت کی

جُدا ہوتی ہیں جانیں جسم سے جاناں سے ملتی ہیں
ہوئی ہے کربلا میں گرم مجلس وصل و فرقت کی

اسی منظر پہ ہر جانب سے لاکھوں کی نگاہیں ہیں
اسی عالم کو آنکھیں تک رہی ہیں ساری خلقت کی

ہوا چھڑکاؤ پانی کی جگہ اشکِ یتیماں سے
بجائے فرش آنکھیں بچھ گئیں اہلِ بصیرت کی

ہوائے یار نے پنکھے بنائے پر فرشتوں کے
سبیلیں رکھی ہیں دیدار نے خود اپنے شربت کی

اُدھر افلاک سے لائے فرشتے ہار رحمت کے
ادھر ساغر لیے حوریں چلی آتی ہیں جنّت کی

سجے ہیں زخم کے پھولوں سے وہ رنگین گلدستے
بہارِ خوشنمائی پر ہے صدقے روحِ جنّت کی

ہوائیں گلشنِ فردوس سے بس بس کر آتی ہیں
نرالی عطر میں ڈوبی ہوئی ہے روح نکہت کی

دلِ پُرسوز کے شُعلے اگر سوز ایسی کثرت سے
کہ پہنچی عرش و طیبہ تک لپٹ سوزِ محبّت کی

اُدھر چلمن اُٹھی حسنِ ازل کے پاک جلووں سے
ادھر چمکی تجلی بدرِ تابانِ رسالت کی

زمینِ کربلا پر آج ایسا حشر برپا ہے
کہ کھنچ کھنچ کر مٹی جاتی ہیں تصویریں قیامت کی

گھٹائیں مصطفےٰ کے چاند پر گھر گھر کر آئی ہیں
سیہ کارانِ اُمّت تیرہ بختانِ شقاوت کی

یہ کس کے خون کے پیاسے ہیں اُسکے خون کے پیاسے
بجھے گی پیاس جس سے تشنہ کامانِ قیامت کی

اکیلے پر ہزاروں کے ہزاروں وار چلتے ہیں
مٹا دی دین کے ہمراہ عزت شرم و غیرت کی

مگر شیرِ خدا کا شیر جب بپھرا غضب آیا
پرے ٹوٹے نظر آنے لگی صورت ہزیمت کی

کہا یہ بوسہ دیکر ہاتھ پر جوشِ دلیری نے
بہادر آج سے کھائیں گے قسمیں اس شجاعت کی

تصدّق ہو گئی جانِ شجاعت سچّے تیور کے
فدا شیرانہ حملوں کی ادا پر روح جرأت کی

نہ ہوتے گر حسین ابنِ علی اس پیاس کے بھوکے
نکل آتی زمینِ کربلا سے نہر جنّت کی

مگر مقصود تھا پیاسا گلا ہی اُن کو کٹوانا
کہ خواہش پیاس سے بڑھتی رہے رویت کے شربت کی

شہیدِ ناز رکھ دیتا ہے گردن آبِ خنجر پر
جو موجیں بار ٹھہر پر آجاتی ہیں دریائے الفت کی

یہ وقتِ زخم نکلا خون اُچھل کر جسمِ اطہر سے
کہ روشن ہو گئی مشعل شبستانِ محبّت کی

سرِ نے تن تن آسانی کو شہرِ طیبہ میں پہنچا
تنِ بے سر کو سرداری ملی ملکِ شہادت کی

حسنؔ سُنّی ہے پھر افراط و تفریط اس سے کیونکر ہو
ادب کے ساتھ رہنی ہے روش اربابِ سنّت کی

روز عاشورا کی صبح جانگرا آتی اور جمعے کی سحر محشر زا موہنہ دکھاتی ہے امام عرش مقام خیمۂ اطہر سے برآمد ہو کر اپنے بہتّر[۷۲] ساتھیوں بتّیس[۳۲] سواروں چالیس[۴۰] پیادوں کا لشکر ترتیب دے رہے ہیں دہنے بازو پر زہیر بن قین بائیں پر حبیب بن مطہر سردار بنائے گئے اور نشان برداری پر حضرت عباس مقرر فرمائے گئے ہیں اور حکم دیا گیا ہے کہ خندق کی لکڑیوں میں آگ دیدی جائے کہ دشمن اُدھر سے راہ نہ پائیں اس انتظام کے بعد امام جنّت مقام تہیۂ شہادت کے واسطے باگی لینے تشریف لے گئے عبدالرحمٰن

بن عبدربہ یزید بن حصین ہمدانی خیمے کے دروازے پر منتظر ہیں کہ بعد فراغ امام خود بھی یہ سنّت ادا کریں ابن حصین نے عبدالرحمٰن سے کچھ ہنسی کی بات کہی وہ بولے یہ ہنسی کا کیا موقع ہے کہا خدا گواہ ہے میری قوم بھر کو معلوم ہے کہ جوانی میں بھی کبھی میری ہنسی کی عادت نہ تھی اس وقت میں اُس چیز کے سبب سے خوش ہو رہا ہو جو ابھی ملا چاہتی ہے۔ تم اُس لشکر کو دیکھتے ہو جو ہمارے مقابلہ کے لیے تُلا کھڑا ہے خدا کی قسم ہم میں اور حوروں کی ملاقات میں اتنی ہی دیر باقی ہے کہ یہ تلواریں لیکر ہم پر جھک پڑے امام جنت مقام باہر تشریف لائے اور ناقہ پر سوار ہوکر اتمام حجت کے لیے اشقیا کی طرف تشریف لے گئے قریب پہنچکر فرمایا لوگو میری بات سُنو اور جلدی نہ کرو اگر تم انصاف کرو تو سعادت پاؤ ورنہ اپنے ساتھیوں کو جمع کرو اور جو کرنا ہے کر گزرو میں مہلت نہیں چاہتا میرا اللہ جس نے قرآن اُتارا اور جو نیکوں کو دوست رکھتا ہے میرا کارساز ہے امام کی یہ آواز اُن کی بہنوں کے کان تک پہنچی بے اختیار ہوکر رونے لگیں امام نے حضرت عباس اور امام زین العابدین کو خاموش کرانے کے لیے بھیجکر فرمایا خدا کی قسم اُنھیں بہت رونا ہے پھر اشقیا کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے ذرا میرا نسب تو بیان کرو اور سوچو تو میں کون ہوں اپنے گریبان میں موںھ ڈالو کیا میرا قتل تمھیں روا ہوسکتا ہے کیا میری بے حرمتی تم کو حلال ہوسکتی ہے کیا میں تمھارے نبی کا نواسا نہیں کیا تم نے نہ سُنا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے مجھے اور میرے بھائی کو فرمایا تم دونوں جوانانِ اہلِ جنّت کے سردار ہو کیا اتنی بات تمھیں میری خونریزی سے روکنے کو کافی نہیں۔ شمر مردک نے کہا ہم نہیں جانتے تم کیا کہہ رہے ہو۔ حبیب بن مطہر نے فرمایا اللہ عزوجل نے تیرے دل پر مُہر کردی تو کچھ نہیں جانتا پھر امام مظلوم نے فرمایا خدا کی قسم میرے سوا روئے زمین پر کسی نبی کا کوئی نواسا باقی نہیں بتاؤ تو میں نے تمھارا کوئی آدمی مارا یا مال لوٹا یا کسی کو زخمی کیا آخر مجھ سے کس بات کا بدلہ چاہتے ہو

کوئی جوابدہ نہ ہوا تو نام لیکر فرمایا اے شیث بن ربعی اے حجاز بن الجبر اے قیس بن اشعث اے زید بن الحارث کیا تم نے مجھے خطوط نہ لکھے وہ خبیث صاف مکر گئے فرمایا ضرور لکھے پھر ارشاد ہوا اے لوگو اگر تم مجھے ناپسند رکھتے ہو تو واپس جانے دو اس پر بھی کوئی راضی نہ ہوا پھر فرمایا میں اپنے اور تمھارے رب کی پناہ مانگتا ہوں اس امر سے کہ مجھے سنگسار کرو اور پناہ مانگتا ہوں اُس مغرور سے جو قیامت کے دن پر ایمان نہ لائے یہ فرماکر ناقۂ شریف سے اُتر آئے زہیر بن قین ہتھیار لگائے گھوڑے پر سوار آگے بڑھے اور کہنے لگے اے اہلِ کوفہ عذاب الٰہی جلد آتا ہے مسلمان کا مسلمان پر حق ہے کہ نصیحت کرے ہم تم ابھی دینی بھائی ہیں جب تلوار اُٹھے گی تم الگ گروہ ہو گے ہم الگ۔ ہمیں تمھیں اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کے بارے میں آزمایا ہے کہ ہم تم اُن کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں میں تمھیں امام حسین کی مدد کے لیے بلاتا اور سرکش ابن سرکش ابن زیاد کی اطاعت سے روکنا چاہتا ہوں تم اُس سے ظلم وستم کے سوا کچھ نہ دیکھو گے کوفیوں نے کہا جب تک تمھیں اور تمھارے سردار کو قتل نہ کریں یا مطیع بنا کر ابن زیاد کے پاس نہ بھیجدیں ہم یہاں سے نہ ٹلیں گے زہیر نے فرمایا خدا کی قسم فاطمہ کے بیٹے سمیّہ کے بیٹے سے زیادہ مستحق محبت و نصرت ہیں اگر تم اُن کی مدد نہ کرو تو اُن کے قتل کے بھی درپے نہ ہو اس پر شمر مردود نے ایک تیر مار کر کہا چپ بہت دیر سے تو نے ہمارا سر کھایا ہے زہیر نے فرمایا او ایڑیوں پر موتنے والے گنوار کے بچے میں تجھ سے بات نہیں کرتا تو نرا جانور ہے میرے خیال میں تجھے قرآن کی دو آیتیں بھی نہیں آتیں تجھے قیامت کے دن دردناک عذاب اور رُسوائی کا مژدہ ہو۔ شمر بولا کوئی گھڑی جاتی ہے کہ تو اور تیرا سردار قتل کیا جاتا ہی فرمایا کیا مجھے موت سے ڈراتا ہے۔ خدا کی قسم اُن کے قدموں پر مرنا تم لوگوں کے ساتھ ہمیشہ جینے سے پسند ہے پھر بلند آواز سے کہنے لگے اے لوگو تم کو یہ بے ادب اُجڈ فریب دیتا اور دین حق سے بے خبر کرنا چاہتا ہے جو لوگ اہل بیت یا اُن کے ساتھیوں کو قتل کرینگے

خدا کی قسم محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت اُنھیں نہ پہنچے گی امام عالی مقام نے واپس بُلایا۔ اب شقی ابن سعد نے اپنے ناپاک لشکر کو امام مظلوم کی طرف حرکت دی حُر نے کہا تجھے اللہ کی مار کیا تو اُن سے لڑے گا کہا ہاں لڑونگا اور ایسی لڑائی لڑونگا جس کا ادنےٰ درجہ سروں کا اُڑنا اور ہاتھوں کا گرنا ہے کہا وہ تین باتیں جو اُنھوں نے پیش کی تھیں تجھے منظور نہیں کہا میرا اختیار ہوتا تو مان لیتا حُر مجبورانہ لشکر کے ساتھ امام کی طرف بڑھے مگر یوں کہ بدن کانپ رہا ہے اور پہلو میں دل کے پھڑکنے کی آواز بغل والے سُن رہے ہیں یہ حالت دیکھکر اُن کے ایک ہم قوم نے کہا تمھارا یہ کام شبہ میں ڈالتا ہے میں نے کسی لڑائی میں تمھاری یہ کیفیت نہ دیکھی مجھ سے اگر کوئی پوچھتا ہے کہ تمام اہل کوفہ میں بہادر کون ہے؟ تو میں تمھارا ہی نام لیتا ہوں بولے میں سوچتا ہوں کہ ایک طرف جنت کے خوش رنگ پھول کِھلے ہیں اور ایک جانب جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے بلند ہو رہے ہیں۔ اور میں اگر پُرزے پرزے کر کے جلادیا جاؤں تو جنت چھوڑنا گوارا نہ کرونگا یہ کہکر گھوڑے کو ایڑ دی اور امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوگئے پھر عرض کی اللہ مجھے حضور پر قربان کرے میں حضور کا وہی ساتھی ہوں جس نے حضور کو واپس جانے سے روکا جس نے حضور کو جراُت میں لیا خدا کی قسم مجھے یہ گمان نہ تھا کہ یہ بدبخت لوگ حضور کا ارشاد قبول نہ کرینگے اور یہاں تک نوبت پہنچائیں گے میں اپنے جی میں کہتا تھا خیر بعض باتیں اُن کی کہی کرلوں کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ہماری اطاعت نکل گیا اور انجام کار تو وہ حضور کا ارشاد کچھ نہ کچھ مان ہی لیں گے اور خدا کی قسم مجھے یہ گمان ہو کہ یہ کچھ نہ مانیں گے تو مجھ سے اتنا بھی ہرگز واقع نہ ہوا اب میں تائب ہو کر حاضر آیا ہوں اور اپنی جان حضور پر قربان کرنی چاہتا ہوں کیا میری توبہ حضور کے نزدیک مقبول ہوجائے گی فرمایا ہاں اللہ عزوجل توبہ قبول کرنے والا اور گناہ بخشدینے والا ہے۔ حُر یہ مژدہ سُن کر اپنی قوم کی طرف پلٹے اور فرمانے لگے کیا وہ باتیں جو امام نے پیش کی تھیں منظور نہیں ابن سعد نے کہا اُن کا ماننا میری قدرت

سے باہر ہے فرمایا اے کوفیو تمھاری مائیں بے اولادی ہوں تمھاری ماؤں کو تمھارا رونا نصیب ہو
کیا تم نے امام کو دشمنوں کے ہاتھ میں دیدینے کے لیے بلایا تھا کیا تم نے وعدہ نہ کیا تھا کہ اپنی
جانیں اُن پر نثار کروگے اور اب تمھیں اُن کے قتل پر آمادہ ہو یہ بھی منظور نہیں کہ وہ اللہ
کے کسی شہر میں چلے جائیں جہاں وہ اور اُن کے بال بچّے امان پائیں تم نے اُنھیں قیدی
بے دست وپا بنا رکھا ہے فرات کا بہتا پانی جسے خدا کے دشمن پی رہے ہیں اور گاؤں کے
کُتّے سوئر جس میں لوٹ رہے ہیں۔ حسین اور اُن کے بچّوں پر بند کیا گیا ہے پیاس کی
تکلیف نے اُنھیں زمین سے لگادیا ہے تم نے کیا بُرا معاملہ کیا ذریت محمد صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم سے۔ اگر تم توبہ نہ کرو اور اپنی حرکتوں سے باز نہ آؤ تو اللہ تمھیں قیامت کے
دن پیاسا رکھے۔ اس کے جواب میں اُن خبیثوں نے حضرت حر پر پتھر پھینکنے شروع
کیے یہ واپس ہوکر امام کے آگے کھڑے ہو گئے لشکر اشقیا سے زیاد کا غلام یسار اور ابن
زیاد کا غلام سالم میدان میں آئے اور اپنے مقابلہ کے لیے مبارز طلب کرنے لگے حضرت
عبد اللہ بن عمیر کلبی سامنے آئے دونوں بولے ہم تمھیں نہیں جانتے زہیر بن قین
یا حبیب بن مطہر یا بریر بن حضیر کو ہمارے مقابلے کے لیے بھیجو حضرت عبد اللہ نے یسار
سے فرمایا او بدکار عورت کے بچے تو مجھ سے نہ لڑیگا تیری لڑائی کے لیے بڑے بڑے
چاہئیں یہ فرماکر ایک ہاتھ مارا وہ قتل ہوا سالم نے آپ پر وار کیا بائیں ہاتھ سے روکا
انگلیاں اُڑگئیں دہنے سے وار کیا وہ بھی مارا گیا یہ عبد اللہ کوفے سے امام کی خدمت
میں حاضر ہوئے تھے اور اُن کی بی بی اُمّ وہب ان کے ساتھ تھیں وہ خیمے کی چوب
لیکر جہاد کے لیے چلیں اور اپنے شوہر سے کہا میرے ماں باپ تیرے قربان قتال کر
اُن ستھرے پاکیزہ نبی زادوں کے لیے کہا تم عورتوں میں جاؤ۔ نہ مانا اور کہا تمھارے
ساتھ مرونگی آخر حضرت امام نے آواز دی کہ اے بی بی اللہ تجھپر رحمت کرے پلٹ آ
کہ جہاد عورتوں پر فرض نہیں۔ واپس آئیں پھر ابن سعد کے میمنہ سے عمرو بن الحجاج

اپنے سوار لیکر آگے بڑھا امام کے ساتھیوں نے گھٹنوں کے بل جھک کر نیزے سامنے کیے گھوڑے نیزوں کی سنانوں پر نہ بڑھ سکے پیچھے پلٹے تو اُدھر سے تیر چلائے گئے وہ کتنے ہی زخمی ہوئے کتنے ہی مارے گئے ۔ ایک مردک ابن حوذہ نے پوچھا کیا تم میں حسین ہیں کسی نے جواب نہ دیا تین بار پوچھا لوگوں نے کہا تیرا کیا کام ہے بولا اے حسین تمھیں آگ کی بشارت ہو فرمایا تو جھوٹا ہے میں اپنے مہربان رب کے پاس جاؤں گا پھر اُس کا نام پوچھا کہا ابن حوذہ دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ حُزْہُ اِلَی النَّارِ الٰہی اسے آگ کی طرف سمیٹ یہ سُن کر وہ مردود غضبناک ہوا حضور کی طرف گھوڑا چمکایا قدرت خدا کہ گھوڑا ابھڑکا اور یہ پھسلا ایک پاؤں رکاب میں اُلجھکر رہ گیا اب گھوڑا اُڑا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اُس مردود کی ران اور پنڈلی ٹوٹی سر پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا آخر اسی حال میں واصل جہنم ہوا مسروق بن وائل حضرمی امام مظلوم کے سر مبارک لینے کی تمنا میں آیا تھا ابن حوزہ مردود کا یہ حال دیکھکر کہنے لگا خدا کی قسم میں تو اہلبیت سے کبھی نہ لڑونگا پھر یزید بن معقل حضرت بریر سے کہنے لگا خدا نے تمھارے ساتھ کیا کیا فرمایا اچھا کیا ۔ کہا تم نے جھوٹ کہا اور میں تم کو آج سے پہلے جھوٹا نہ جانتا تھا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم گمراہ ہو فرمایا تو آؤ ہم تم مباہلہ کرلیں کہ اللہ جھوٹے پر لعنت کرے اور جھوٹا سچے کے ہاتھ سے قتل ہو وہ راضی ہو گیا مباہلہ کے بعد ابن معقل نے تلوار چھوڑی خالی گئی حضرت بریر نے وار کیا خود کاٹتا ہوا بھیجا چاٹ گیا یہ دیکھکر رضی بن منقذ عبدی دوڑا اور حضرت بریر سے لپٹ گیا کُشتی ہونے لگی حضرت بریر نے دے مارا اور اُس کے سینے پر چڑھ بیٹھے پیچھے سے کعب بن جابر ازدی نے نیزہ مارا کہ پشت مبارک میں غائب ہو گیا نیزہ کھا کر رضی کے سینے سے اُترے اور اُس مردک کی ناک دانتوں سے کاٹ لی کعب نے تلوار ماری کہ شہید ہوئے جب کعب پلٹا اُس کی عورت نے کہا میں تجھ سے کبھی بات نہ کرونگی تو نے فاطمہ کے بیٹے کے ہوتے دشمن کو مدد دی اور

عالموں کے سردار بریر کو شہید کیا پھر امام کی جانب سے عمرو بن قرظہ انصاری نکلے اور سخت لڑائی کے بعد شہید ہوئے حضرت حُر نے قتال شدید کیا یزید بن سفیان ان کے سامنے آیا اُنھوں نے اُسے قتل فرمایا نافع بن ہلال مرادی میدان میں آئے مزاحم بن حرث ان کا مزاحم ہوا مرادی بامراد نے اُس نامرد نامراد کو قتل کیا یہ حالت دیکھکر عمرو بن الحجاج چلّایا اے لوگو تم جانتے ہو کن سے لڑ رہے ہو تمھارے سامنے وہ بہادر ہیں جنھیں مرنے کا شوق ہے ایک ایک اُن سے میدان نہ کرو وہ بہت کم ہیں خدا کی قسم تم سب ملکر پتھر مارو گے تو قتل کرلوگے ابن سعد نے یہ رائے پسند کرکے لوگوں کو تنہا میدان کرنے سے روکدیا پھر عمرو بن الحجاج نے فرات کی طرف سے حملہ کیا اس حملے میں مسلم بن عوسجہ اسدی نے شہادت پائی عمر پلٹ گیا اُن میں ابھی رمق باقی تھی حبیب بن مظہر نے کہا تمھیں جنّت کا مژدہ ہو تمھارا گرنا مجھ پر سخت شاق ہوا میں بھی عنقریب تم سے ملا چاہتا ہوں مجھے کوئی وصیت کرو کہ اُس پر عمل کروں مسلم نے حضرت امام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ان پر قربان ہو جانا حبیب نے کہا ایسا ہی ہوگا پھر خبیث ابن سعد نے پانسو تیر انداز ابن نمیر کے ساتھ جماعت امام پر بھیجے اب تین دن کے پیاسوں پر تیروں کا مینہ برسنا شروع ہو گیا امام کے ساتھی گھوڑوں سے اُتر کر پیادہ ہو لیے اور یہ پیادہ ہونا اس مصلحت سے تھا کہ اس ناگہانی بلا سے کہ ایک ساتھ پانسو تیر چٹکیوں سے نکل رہا ہے گھبرا کر پاؤں نہ اُکھڑ جائیں مارنا مرنا جو کچھ ہونا ہے یہیں ہو جائے امام کو چھوڑ کر بھاگنے اور پیٹھ دکھانے کی راہ نہ رہے۔ حضرت حُر سخت لڑائی لڑے یہاں تک کہ دوپہر ہو گیا اُن پانسو نے ان کے تیس ساتھیوں پر کچھ قدرت نہ پائی جب شقی ابن سعد نے یہ حال دیکھا کہ سامنے سے جانے کی طاقت نہیں اُس میدان کے دہنے بائیں کچھ مکان واقع تھے اُن میں لوگ بھیجے کہ جماعت امام پر دہنے بائیں سے بھی حملہ ہو سکے امام مظلوم کے تین چار ساتھی پہلے سے بیٹھ رہے جو کود اتار لیا ابن سعد نے جلکر کہا کہ مکانات میں

آگ لگا دی جائے امام نے فرمایا جلا لینے دو جب آگ لگ جائے گی تو اُدھر سے حملے کا اندیشہ نہ رہے گا شمر مردود حملہ کرکے خیمہ اطہر کے قریب پہنچا اور جنّت والوں کا خیمہ پھونکنے کو جہنمی نے آگ مانگی اُس کے ساتھی حمید بن مسلم نے کہا کہ خیمے کو آگ دیکر عورتوں بچوں کو قتل کرنا ہرگز مناسب نہیں اُس دوزخی نے نہ مانا شیث بن ربعی کوفی نے کہ اُس ناپاک لشکر کے سرداروں میں تھا اُس ناری کو آگ لگانے سے باز رکھا اس عرصے میں حضرت زہیر بن قین دس صاحبوں کے ساتھ شمر مردود کے لشکر پر ایسی سختی سے حملہ آور ہوئے کہ اُن بد بختوں کو بھاگتے اور پیٹھ دکھاتے ہی بن پڑی اس حملے میں ابو عزہ مارا گیا دشمنوں نے جمع ہو کر ان گیارہ پر پھر ہجوم کیا اُن میں سے جتنے مارے جاتے کثرت کی وجہ سے معلوم بھی نہ ہوتے اور ان میں کا ایک بھی شہید ہوتا تو سب پر ظاہر ہو جاتا اسی عرصہ میں نماز ظہر کا وقت آگیا حضرت ابو ثمامہ صائدی نے امام سے عرض کی میری جان حضور پر قربان میں دیکھتا ہوں کہ اب دشمن پاس آگئے خدا کی قسم جبتک میں اپنی جان حضور پر نثار نہ کرلوں حضور شہید نہ ہونگے مگر آرزو یہ ہے کہ ظہر پڑھکر اللہ تعالٰی سے ملوں امام نے فرمایا ہاں یہ اول وقت ہے ان سے کہو اسقدر مہلت دیں کہ ہم نماز پڑھ لیں امام کی کرامت کہ یہ بات اُن بے دینوں نے قبول کرلی ابن نمیر مردک نے کہا یہ نماز قبول نہ ہوگی حضرت حبیب بن مطہر نے فرمایا آلِ رسول کی نماز قبول نہ ہوگی اور اے گدھے تیری قبول ہوگی اُس نے اُن پر وار کیا اُنھوں نے خالی دیکر تلوار ماری گھوڑے پر پڑی گھوڑا گرا اور اُس کے ساتھ وہ مردود بھی زمین پر آیا اس کے ہمراہی جلدی کرکے اُسے اُٹھالے گئے پھر اُنھوں نے قتال شدید کیا بنی تمیم سے بدیل بن صریم کو قتل فرمایا دوسرے تمیمی نے ان کے نیزہ مارا اُٹھنا چاہتے تھے کہ ابن نمیر خبیث نے تلوار چھوڑ دی شہید ہوگئے رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ان کی شہادت کا امام کو سخت صدمہ ہوا اب حضرت حُر اور زہیر بن قین نے یہ

شروع کیا کہ ایک ان خبیثوں پر حملہ فرماتے جب وہ اس ہر بونگ میں گھر جاتے دوسرے لڑ بھڑ کر چھٹا لاتے جب یہ گھر کر غائب ہو جاتے وہ پہلے حملہ کرتے اور بچا لاتے دیر تک یہی حالت رہی پھر پیادوں کا لشکر حضرت حُر پر ٹوٹ پڑا اور اُنھیں شہید کیا روضۃ الشہدا میں ہے جب حُر زخمی ہو کر گرے امام کو آواز دی حضرت بے قرار ہو کر تشریف لے گئے اور سخت جنگ فرما کر اُٹھا لائے زمین پر لٹا دیا اور اُن کا سر اپنے زانو پر رکھکر پیشانی اور رخساروں کی گرد دامن سے پوچھنے لگے حُر نے آنکھ کھولدی اور اپنا سر امام کے زانو پر پاکر مسکرائے اور عرض کی۔ حضور اب تو مجھ سے خوش ہوئے فرمایا ہم راضی ہیں اللہ بھی تم سے راضی ہو حُر نے یہ مژدۂ جانفزا سُن کر امام پر نقد جاں نثار کیا اور بہشت بریں کی راہ لی۔ ؎

آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمھارے سامنے — تم ہمارے سامنے ہو ہم تمھارے سامنے
سلائے قصّہ خوان فرقت کی شب سو یہ کہانی ہے — ترے زانو ہی کے تکیے پہ مجھکو نیند آنی ہے

حُر کی شہادت کے بعد سخت لڑائی شروع ہوئی دشمن کٹتے جاتے اور آگے بڑھتے جاتے کثرت کی وجہ سے کچھ خیال میں نہ لاتے یہاں تک کہ امام کے قریب پہنچ گئے اور تشنہ کاموں پر تیروں کا مینھ برسانا شروع کر دیا یہ حالت دیکھکر حضرت حنفی نے امام کو اپنی پیٹھ کے پیچھے لے لیا اور اپنے چہرے اور سینے کو امام کی سپر بنا کر کھڑے ہوگئے دشمن کی طرف سے تیر پر تیر آرہے ہیں اور یہ کامل اطمینان اور پوری خوشی کے ساتھ زخم پر زخم کھا رہے ہیں۔ اس وقت اس شراب محبت کے متوالے نے اپنے معشوق اپنے دلربا حسین کو پیٹھ کے پیچھے لیکر جنگ احد کا سماں یاد دلا دیا ہے وہاں بھی ایک عاشق جانباز مسلمانوں کی لڑائی بگڑ جانے پر سید المحبوبین صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے سامنے دشمنوں کے حملوں کی سپر بنکر آکھڑا ہوا تھا یہ حضرت سعد بن ابی وقاص تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پُرنور انھیں کے پیچھے قیام فرما تھے اور دشمنوں کے دفع کرنے کو ترکش سے تیر عطا فرماتے جاتے اور ہر تیر پر

ارشاد ہوتا اِرْمِ سَعْدُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّيْ تیر مار اے سعد تجھ پر میرے ماں باپ قربان اللہ کی شان جنگ احد میں حضرت سعد کی جاں نثاری کی وہ کیفیت کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سپر بن گئے اور دشمنوں کو قریب نہ آنے دیا اور واقعہ کربلا میں ابن سعد کی زیاں کاری کی یہ حالت کہ دشمنوں کو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے کے مقابلہ پر لایا ہے بزرگوار باپ کے تیر اسلام کے دشمنوں پر چل رہے تھے ناہنجار بیٹے کے تیر مسلمانوں کے سردار پر چھوٹ رہے ہیں ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

غرض حضرت حنفی نے امام کے سامنے یہاں تک تیر کھائے کہ شہید ہو کر گر پڑے رحمۃ اللہ علیہ حضرت زہیر بن قین نے اس طوفان بے تمیزی کے روکنے میں جان توڑ کوشش کی اور سخت لڑائی لڑ کر شہید ہو گئے حضرت نافع بن ہلال نے تیروں پر اپنا نام کندہ کرا کر زہر میں بجھایا تھا اُن سے بارہ شقی قتل کیے اور بے شمار زخمی کر ڈالے دشمن اُن پر بھی ہجوم کر آئے دونوں بازوؤں کے ٹوٹ جانے کے سبب سے مجبور ہو کر گرفتار ہو گئے شمر خبیث انھیں ابن سعد کے پاس لے گیا ہلال کے چاند کا چہرہ خون سے بھرا تھا اور وہ بھرا ہوا شیر کہہ رہا تھا میں نے تم میں کے ۱۲ گرائے اور لا تعداد گھائل کیے اگر میرے ہاتھ نہ ٹوٹتے تو میں گرفتار نہ ہوتا شمر نے ان کے قتل پر تلوار کھینچی فرمایا تو مسلمان ہوتا تو خدا کی قسم ہمارا خون کر کے خدا سے ملنا پسند نہ کرتا اُس خدا کے لیے تعریف ہے جس نے ہماری موت بدتران خلق کے ہاتھ پر رکھی شمر نے شہید کر دیا پھر باقی مسلمانوں پر حملہ آور ہوا امام کے ساتھیوں نے دیکھا کہ اب اُن میں امام کی حفاظت کرنے کی طاقت نہ رہی شہید ہونے میں جلدی کرنے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے جیتے جی امام عرش مقام کو کوئی صدمہ پہنچے حضرت عبداللہ و عبدالرحمٰن پسران عروہ غفاری اجازت لے کر بڑھے اور لڑائی میں مشغول ہو کر شہید ہو گئے سیف بن حارث

اور مالک بن عبد کہ دونوں ایک ماں کے بیٹے اور باپ کی طرف سے چچازاد تھے حاضر خدمت ہو کر رونے لگے امام نے فرمایا کیوں روتے ہو کچھ ہی دیر باقی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھاری آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے عرض کی واللہ ہم اپنے لیے نہیں روتے بلکہ حضور کے واسطے روتے ہیں کہ اب ہم میں حضور کی محافظت کی طاقت نہ رہی فرمایا اللہ تمکو جزائے خیر دے بالآخر یہ دونوں بھی رخصت ہو کر بڑھے اور شہید ہو گئے حنظلہ بن اسعد نے امام کے سامنے قرآن مجید کی کچھ آیتیں پڑھیں اور کوفیوں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا مگر وہاں ایسی کون سُنتا تھا یہ بھی سلام کرکے گئے اور داد شجاعت دیکر شہید ہو گئے شوذب بن شاکر رخصت پاکر بڑھے اور شہادت پاکر دارالسلام پہنچے حضرت عابس اجازت لیکر چلے اور مبارز مانگا ان کی مشہور بہادری کے خوف سے کوئی سامنے نہ آیا ابن سعد نے کہا انھیں پتھروں سے مارو چاروں طرف سے پتھروں کی بوچھار شروع ہو گئی جب اُنھوں نے ان نامردوں کی یہ حرکت دیکھی طیش میں بھر کر زرہ اُتار خود پھینک حملہ آور ہوئے دم کے دم میں سب کو بھگادیا دشمن پھر حواس جمع کرکے آئے اور انھیں بھی شہید کیا یزید بن ابی زیاد کندی نے جو کوفے کے لشکر میں تھے اور نار سے نکلکر نور میں آگئے تھے دشمنوں پر تیر مارنے شروع کیے ان کے ہر تیر پہ امام نے دعا فرمائی الٰہی اس کا تیر خطا نہ ہو اور اسے جنّت عطا فرما سّو تیر مارے جن میں پانچ بھی خطا نہ گئے آخر کار شہید ہوئے اس واقعے میں سب سے پہلے اُنھوں ہی نے شہادت پائی اور شہیدانِ کربلا کی ترتیب وار فہرست انھیں کے نام سے شروع ہوئی ہے عمرو بن خالد مع سعد مولیٰ و جبار بن حارث و مجمّع بن عبید اللہ لڑتے لڑتے دشمنوں میں ڈوب گئے اُس وقت اشقیا نے سخت حملہ کیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حملہ فرماکر چھڑالائے زخموں میں چور تھے اسی حال میں دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے

لڑتے شہید ہو گئے اب امام کے وفادار اور جاں نثار سپاہیوں میں چند رشتہ داروں کے سوا کوئی باقی نہ رہا ان حضرات میں سب سے پہلے جو دشمنوں کے مقابلہ پر تشریف لائے امام کے صاحبزادے حضرت[۱] علی اکبر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیروں کے حملے مشہور ہیں پھر یہ شیر تو محمدی کچھار کا شیر ہے اس کے جھنجلائے ہوئے حملہ سے خدا کی پناہ دشمنوں کو قہر الٰہی کا نمونہ دکھا دیا جس نے سر اُٹھایا نیچا دکھایا صف شکن حملوں سے جدھر بڑھے دشمن کائی کی طرح پھٹ گئے دیر تک قتال کرتے اور قتل فرماتے رہے پیاس اور ترقی پکڑ گئی واپس تشریف لائے اور دم راست فرماکر پھر حملہ آور ہوئے اور دشمنوں کی جان پر وہی قیامت برپا کر دی چند بار ایسا ہی ہوا یہاں تک کہ مرہ بن منقذ عبدی شقی کا نیزہ لگا اور بدبختوں نے تلواروں پر رکھ لیا جنت علیا میں آرام فرمایا نوجوان بیٹے کی لاش پر امام نے فرمایا بیٹے خدا تیرے شہید کرنے والے کو قتل کرے تیرے بعد دنیا پر خاک ہی یہ قوم اللہ سے کتنی بیباک اور رسول کی بے حرمتی پر کسقدر جری ہی پھر نعش مبارک اُٹھا کر لے گئے اور خیمہ کے پاس رکھ لی پھر عبد اللہ بن مسلم لڑائی پر گئے اور شہید ہوئے اب اعدا نے چار طرف سے نرغہ کیا اس نرغے میں عون بن عبد اللہ بن حضرت جعفر طیار اور عبد الرحمٰن و جعفر پسران عقیل نے شہادتیں پائیں پھر حضرت قاسم بن حضرت امام حسن کے صاحبزادے حملہ آور ہوئے اور عمرو بن سعد بن نفیل مردود کی تلوار کھا کر زمین پر گرے امام کو چچا کہکر آواز دی امام شیر غضبناک کی طرح پہنچے اور عمرو مردود پر تلوار چھوڑی اُس نے روکی ہاتھ کہنی سے اُڑ گیا وہ چلّایا کوفے کے سوار اُس کی مدد کو دوڑے اور گرد و غبار میں اُسی کے ناپاک سینے پر گھوڑوں کی ٹاپیں پڑ گئیں جب گرد چھٹی تو دیکھا امام حضرت قاسم کی لاش پر فرما رہے ہیں قاسم تیرے قاتل رحمت الٰہی سے دور ہیں

---

[۱] ان کی والدہ ماجدہ حضرت لیلےٰ بنت ابی مرہ ہیں نہ حضرت شہر بانو جیسا کہ عوام میں مشہور ہے ۱۲ منہ

خدا کی قسم تیرے چچا پر سخت شاق گزرا کہ تو پکارے اور وہ تیری فریاد کو نہ پہنچ سکے پھر انھیں بھی اپنے سینے پر اُٹھا کر لے گئے اور حضرت علی اکبر کی برابر لٹا دیا۔

اسی طرح یکے بعد دیگرے حضرت عباس اور اُن کے تینوں بھائی اور امام کے دوسرے صاحبزادے حضرت ابوبکر اور سب بھائی بھتیجے شہید ہو گئے اللہ انھیں اپنی وسیع رحمتوں کے سائے میں جگہ دے اور ہمیں اُن کی برکات سے بہرہ مند فرمائے۔

اب امام مظلوم تنہا رہ گئے خیمے میں تشریف لا کر اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو (جو عوام میں علی اصغر مشہور ہیں) گود میں اُٹھا کر میدان میں لائے ایک شقی نے تیر مارا کہ گود ہی میں ذبح ہو گئے امام نے اُن کا خون زمین پر گرایا اور دعا کی الٰہی اگر تو نے آسمانی مدد ہم سے روک لی ہے تو انجام بخیر فرما اور ان ظالموں سے بدلہ لے

پھول کھِل کھِل کر بہاریں اپنی سب دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بے کھلے مُرجھا گئے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سید نا و مولانا محمد و علیٰ الہٖ وصحبہ اجمعین۔ حسن و عشق کے باہمی تعلقات سے جو آگاہ ہیں جانتے ہیں کہ وصل دوست جسے چاہنے والے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں بغیر مصیبتیں اُٹھائے اور بلائیں جھیلے حاصل نہیں ہوتا۔

رباعی

اے دل بہوس بر سر کارے نرسی + تا غم نہ خوری بغمگسارے نرسی
تا سودہ نہ گردی چو حنا در تہ سنگ + ہرگز بکف پائے نگارے نرسی

دل میں نشتر چبھو کر توڑ دیتے اور کلیجے میں چھُریاں مار کر چھوڑ دیتے ہیں اور پھر تاکید ہوتی ہے کہ اُف کی تو عاشقوں کے دفتر سے نام کاٹ دیا جائیگا غرض پہلے ہر طرح اطمینان کر لیتے اور امتحان فرما لیتے ہیں جب کہیں چلمن سے ایک جھلک دکھانے کی نوبت آتی ہے رباعی

خوبان دل و جاں بینوا میخواہند + زخمے کہ زنند مرحبا میخواہند

ایں قوم ایں قوم چشم بد دور ایں قوم ❖ خوں می ریزند و خونبہا میخواہند

اور یہ امتحان کچھ حسینانِ زمانہ ہی کا دستور نہیں حسن ازل کی دلکش تجلیوں دلچسپ جلووں کا بھی معمول ہے کہ فرمایا جاتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ اور ضرور ہم تمھارا امتحان کرینگے کچھ خوف کچھ بھوک سے اور مال گھٹا کر اور جانوں اور پھلوں سے۔ جب ان کڑیوں کو جھیل لیا جاتا اور ان تکلیفوں کو برداشت کرلیا جاتا ہے تو پھر کیا پوچھنا سرا پردۂ جمال ترسی ہوئی آنکھوں کے سامنے سے اٹھا دیا جاتا اور مدت کے بے قرار دل کو راحت و آرام کا پتلا بنا دیا جاتا ہے اسی بنیاد پر تو میدان کربلا میں امام مظلوم کو وطن سے چھڑا کر پردیسی بنا کر لائے ہیں اور آج صبح سے ہمراہیوں رفیقوں بلکہ گود کے پالوں کو ایک ایک کرکے جدا کر لیا گیا ہے کلیجے کے ٹکڑے خون میں نہائے آنکھوں کے سامنے پڑے ہیں ہری بھری پھلواری کے سُہلانے اور نازک پھول پتی پتی ہو کر خاک میں ملے ہیں اور کچھ پرواہ نہیں پرواہ ہوتی تو کیوں ہوتی کہ راہ دوست میں گھر لٹانے والے اسی دن کے لیے مدینے سے چلے تھے جب تو ایک ایک کو بھیجکر قربان کرا دیا اور جو اپنے پاؤں نہ جا سکتے تھے اُن کو ہاتھوں پہ لیکر نذر کر آئے۔ کہاں ہیں وہ ملائکہ جو حضرت انسان کی پیدائش پر چون وچرا کرتے تھے اپنی جا نمازوں اور تسبیح و تقدیس کے مصلوں سے اٹھکر آج کربلا کے میدان کی سیر کریں اور اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کی شاندار تفصیل حیرت کی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیں اس دل دکھانے والے معرکے میں امتحان سبھی کا منظور تھا مگر حسین مظلوم کا اصلی اور اوروں کا طفیلی اگر ایسا نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے جو صرف امام ہی کے دشمن امام ہی کے خون کے پیاسے تھے پہلے امام کو شہید کرا دیا جاتا اللہ اکبر اس وقت کس قیامت کا دردناک منظر آنکھوں کے سامنے ہے امام مظلوم اپنے گھر والوں سے رخصت ہو رہے ہیں بیکسی کی حالت تنہائی کی کیفیت تین دن کے پیاسے مقدس جگر پر سیکڑوں تیر کھائے ہزاروں دشمنوں کے

مقابلہ ہر جانے کا سامان ہو رہا ہے ہیں اہلبیت کی صغیر سن صاحبزادیاں دنیا میں جنکی ناز برداری کا آخری فیصلہ ان کی شہادت کے ساتھ ہونے والا ہے بے چین ہو ہو کر رو رہی ہیں بیکس سیدانیاں یہاں جن کے عیش جن کے آرام کا خاتمہ ان کی رخصت کے ساتھ خیرباد کہنے والا ہے سخت بےچینی کے ساتھ اشکبار ہیں اور بعض وہ مقدس صورتیں جن کو بیکسی کی بولتی ہوئی تصویر کہنا ہر طریقے سے درست ہو سکتا ہے جن کا سہاگ خاک میں ملنے والا اور جن کا ہر آسرا ان کے مقدس دم کے ساتھ ٹوٹنے والا ہے روتے روتے بے حال ہو گئی ہیں اُن کے اُترے ہوئے رنگ والے چہرے پر سکوت اور خاموشی کے ساتھ مسلسل اور لگاتار آنسوؤں کی روانی صورت حال دکھا دکھا کر عرض کر رہی ہے۔ ؎

میرود و گریہ مے آید مرا ✦ ساعتے بنشیں کہ باراں بگزرد

اس وقت حضرت امام زین العابدین کے دل سے کوئی پوچھے کہ حضور کے ناتواں دل نے آج کیسے کیسے صدمے اُٹھائے اور اب کیسی مصیبت جھیلنے کے سامان ہو رہے ہیں۔ بیماری پردیس بچپن کے ساتھیوں کی جدائی ساتھ کھیلے ہوؤں کا فراق پیارے بھائیوں کے داغ نے دل کا کیا حال کر رکھا ہے۔ اب ضدیں پوری کرنے والے اور ناز اُٹھانے والے مہربان باپ کا سایہ بھی سر مبارک سے اُٹھنے والا ہے اس پر طرہ یہ کہ ان مصیبتوں ان ناقابل برداشت تکلیفوں میں کوئی بات پوچھنے والا بھی نہیں ؎

دردِ دل ہاتھ اُٹھ کے کس کا راستہ تکتا ہی تو ✦ پوچھنے والا مریضِ بیکسی کا کون ہے

اب امام بچوں کو کلیجے سے لگا کر عورتوں کو صبر کی تلقین فرما کر آخری دیدار دکھا کر تشریف لے چلے ہیں۔

از پیش من آں رشک چمن میگزرد ✦ چوں رمح روانیکہ زتن میگزرد

حالِ عجبے بعذو داغش دارم ✦ من ہازسرجاں واو زمن میگزرد

ہائے اس وقت کوئی اتنا بھی نہیں کہ رکاب تھام کر سوار کرائے یا میدان تک ساتھ جائے

ہاں کچھ بیکس بچوں کی درد ناک آوازیں اور بے بس عورتوں کی مایوسی بھری نگاہیں ہیں جو ہر قدم پر امام کے ساتھ ساتھ ہیں امام مظلوم کا جو قدم آگے پڑتا ہے یتیمی بچوں اور بیکسی عورتوں سے قریب ہوتی جاتی ہے امام کے متعلقین امام کی بہنیں جنھیں ابھی صبر کی تلقین فرمائی گئی تھی اپنے زخمی کلیجوں پر صبر کی بھاری سل رکھے ہوئے سکوت کے عالم میں بیٹھی ہیں مگر اُن کے آنسوؤں کا غیر منقطع سلسلہ اُن کے بیکسی چھائے ہوئے چہروں کا اُڑا ہوا رنگ جگر گوشوں کی شہادت امام کی رخصت اپنی بے بسی گھر بھر کی تباہی پر زبان حال سے کہہ رہا ہے ؎

مجھکو جنگل میں اکیلا چھوڑ کر ÷ قافلہ سارا روانہ ہو گیا

# تاریخ کا پچھلا حصّہ اور امام تشنہ کام کی شہادت

باغ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلبیت    تمکو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلبیت
کس زباں سے ہو بیان عز و شانِ اہلبیت    مدح گوئے مصطفٰے ہی مدح خوانِ اہلبیت
اُن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں    آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت
مصطفٰے عزت بڑھانے کے لیے تعظیم دیں    ہی بلند اقبال تیرا دودمانِ اہلبیت
اُن کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں    قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلبیت
مصطفٰے بائع خریدار اُسکا اللہ اشترٰی    خوب چاندی کر رہا ہی کاروانِ اہلبیت
رزم کا میداں بنا ہی جلوہ گاہِ حسن و عشق    کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہلبیت
پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے    خون سے سینچا گیا ہے گلستانِ اہلبیت
حوریں کرتی ہیں عروسانِ شہادت کا سنگار    خوبرو دولھا بنا ہے ہر جوانِ اہلبیت
ہوگئی تحقیق عید دید آبِ تیغ سے    اپنے روزے کھولتے ہیں صائمانِ اہلبیت

جمعہ کا دن ہی کتابیں زیست کی طی کر کے آج  
کھیلتے ہیں جان پر شہزادگانِ اہلبیت

اے شبابِ فصلِ گل یہ چل گئی کیسی ہوا  
کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستانِ اہلبیت

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے  
دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہلبیت

خشک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات  
خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبانِ اہلبیت

خاک پر عباس و عثمانِ علم بردار ہیں  
بیکسی اب کون اٹھائے گا نشانِ اہلبیت

تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہوں  
پیاس کی شدت میں تڑپے بے زبانِ اہلبیت

قافلہ سالار منزل کو چلے ہیں سونپ کر  
وارثِ بے وارثاں کو کاروانِ اہلبیت

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے  
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میانِ اہلبیت

وقتِ رخصت کہہ رہا ہے خاک میں ملتا سہاگ  
لو سلامِ آخری اے بیوگانِ اہلبیت

ابر فوجِ دشمناں میں ای فلک یوں ڈوب جائے  
فاطمہ کا چاند مہرِ آسمانِ اہلبیت

کس مزے کی لذتیں ہیں آبِ تیغِ یار میں  
خاک و خوں میں لوٹتے ہیں تشنگانِ اہلبیت

باغِ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوبِ خدا  
اے زہے قسمت تمہاری کشتگانِ اہلبیت

حوریں بے پردہ نکل آئی ہیں سر کھولے ہوئے  
آج کیسا حشر ہے یارب میانِ اہلبیت

کوئی کیوں پوچھے کسی کو کیا غرض اے بیکسی  
آج کیسا ہے مریضِ نیم جانِ اہلبیت

گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے  
جانِ عالم ہو فدا اے خاندانِ اہلبیت

سرِ شہیدانِ محبت کے ہیں نیزوں پر بلند  
اور اونچی کی خدا نے قدر و شانِ اہلبیت

دولتِ دیدار پائی پاک جانیں بیچ کر  
کربلا میں خوب ہی چمکی دکانِ اہلبیت

زخم کھانے کو تو آبِ تیغ پینے کو دیا  
خوب دعوت کی بلا کر دشمنانِ اہلبیت

اپنا سودا بیچ کر بازار سونا کر گئے  
کونسی بستی بسائی تاجرانِ اہلبیت

اہلبیتِ پاک سے گستاخیاں بیباکیاں  
لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ دشمنانِ اہلبیت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے اے حسن

## یوں کہا کرتے ہیں سُنّی داستانِ اہلبیت

اے کوثر اپنے ٹھنڈے اور خوشگوار پانی کی سبیل تیار رکھ کہ تین دن کے پیاسے تیرے کنارے جلوہ فرمائیں گے۔ اے طوبیٰ اپنے سائے کے دامن اور دراز کر کربلا کی دھوپ کے پلٹنے والے تیرے نیچے آرام لیں گے آج میدان کربلا میں جنتوں سے حوریں سنگار کیے ٹھنڈے پانی کے پیالے لیے حاضر ہیں آسمان سے ملائکہ کی لگاتار آمد نے سطح ہوا کو بالکل بھر دیا ہے اور پاک روحوں نے بہشت کے مکانوں کو سونا کر دیا خود حضور پُر نور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مدینۂ طیبہ سے اپنے بیٹے اپنے لاڈلے حسین کی قتل گاہ میں تشریف لائے ہوئے ہیں ریش مبارک اور سر اطہر کے بال گرد میں اٹے ہوئے اور مقدس آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا ہوا ہے دستِ مبارک میں ایک شیشہ ہے جس میں شہیدوں کا خون جمع کیا گیا ہے اور اب مقدس دل کے چین پیارے حسین کے خون بھرنے کی باری ہے۔

بچہ ناز رفتہ باشد زجہاں نیازمندے ✦ کہ بوقتِ جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

غرض آج کربلا میں حسینی میلا لگا ہوا ہے حوروں سے کہو کہ اپنی خوشبودار چوٹیاں کھولکر کربلا کا میدان صاف کریں کہ تمھاری شاہزادی تمھاری آقائے نعمت فاطمۂ زہرا کے لال کے شہید کرنے اور خاک پر لٹائے جانے کا وقت قریب آگیا ہے۔ رضواں کو خبر دو کہ جنتوں کو بھینی بھینی خوشبویوں سے بسا کر دلکش آرائشوں سے آراستہ کرکے دُلھن بنا رکھے کہ بزم شہادت کا دولھا بہتے خون کا سہرا باندھے زخموں کے ہار گلے میں ڈالے عنقریب تشریف لانے والا ہے۔

ساعت آہ و بکا و بیقراری آگئی ✦ سیّدِ مظلوم کی رن میں سواری آگئی

ساتھ والے بھائی بیٹے ہو چکے ہیں سب شہید ✦ اب امام بیکس و تنہا کی باری آگئی

امام نے شمر خبیث کو خیمۂ اطہر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھکر فرمایا خرابی ہو تمھارے

لیے اگر دین نہیں رکھتے اور قیامت سے نہیں ڈرتے تو شرافت سے تو نہ گزرو میرے اہلبیت سے اپنے جاہل سرکشوں کو روکو۔ دشمن اُدھر سے باز رہے اب چار طرف سے امام مظلوم پر جنھیں شوق شہادت ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ میں اکیلا کرکے لایا ہے نرغہ ہوا امام داہنی طرف حملہ فرماتے تو دور تک سواروں اور پیادوں کا نشان نہ رہتا بائیں جانب تشریف لے جاتے تو دشمنوں کو میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑتا۔ خدا کی قسم وہ فوج اس طرح ان کے حملوں سے پریشان ہوتی جیسے بکریوں کے گلہ پر شیر آپڑتا ہے لڑائی نے طول کھینچا ہے دشمنوں کے چھکے چھوٹے ہوئے ہیں ناگاہ امام کا گھوڑا بھی کام آگیا پیادہ ایسا قتال فرمایا کہ سواروں سے ممکن نہیں تین دن کے پیاسے تھے ایک بدبخت نے فرات کی طرف اشارہ کرکے کہا وہ دیکھیے کیسا چمک رہا ہے مگر تم اس میں سے ایک بوند نہ پاؤگے یہاں تک کہ پیاسے ہی مارے جاؤگے فرمایا اللہ تجھکو پیاسا قتل کرے فوراً پیاس میں مبتلا ہوا پانی پیتا اور پیاس نہ بجھتی یہاں تک کہ پیاسا ہی مر گیا حملہ کرتے اور فرماتے کیا میرے قتل پر جمع ہوئے ہو ہاں ہاں خدا کی قسم میرے بعد کسی کو قتل نہ کروگے جس کا قتل میرے قتل سے زیادہ خدا کی ناخوشی کا سبب ہو خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھاری ذلت سے مجھے عزت بخشے اور تم سے وہ بدلہ لے جو تمھارے خواب وخیال میں بھی نہ ہو خدا کی قسم تم مجھے قتل کروگے تو اللہ تم میں پھوٹ ڈالے گا اور تمھارے خون بہائیگا اور اس پر بھی راضی نہ ہوگا یہاں تک کہ تمھارے لیے دکھ دینے والا عذاب چند در چند بڑھائیگا جب شمر خبیث نے کام نکلتا نہ دیکھا لشکر کو للکارا تمھاری مائیں تم کو پیٹیں کیا انتظار کر رہے ہو حسین کو قتل کرو اب چار طرف سے ظلمت کے ابر اور تاریکی کے بادل فاطمہ کے چاند پر چھاگئے زرعہ بن شریک تمیمی نے بائیں شانۂ مبارک پر تلوار ماری امام تھک گئے ہیں زخموں سے چور ہیں

۳۳ زخم نیزے کے ۳۴ گھاؤ تلوار کے لگے ہیں تیروں کا شمار نہیں اُٹھنا چاہتے ہیں اور گر پڑتے ہیں اسی حالت میں سنان بن انس نخعی شقی ناری جہنمی نے نیزہ مارا کہ وہ عرش کا تارا زمین پر ٹوٹ کر گرا سنان مردود نے خولی بن یزید سے کہا سر کاٹ لے اُس کا ہاتھ کانپا سنان ولد الشیطان بولا تیرا ہاتھ بیکار ہوا اور خود گھوڑے سے اُتر کر محمد رسول اللہ کے جگر پارے تین دن کے پیاسے کو ذبح کیا اور سر مبارک جدا کر لیا شہادت جو دُلھن بنی ہوئی سُرخ جوڑا جنتی خوشبوؤں سے بسائے اُسی وقت کی منتظر بیٹھی تھی گھونگھٹ اُٹھا کر بیتابانہ دوڑی اور اپنے دولہا حسین شہید کے گلے میں باہیں ڈال کر لپٹ گئی فصلے اللہ علی سیّدنا و مولٰنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین ولعنۃ اللہ علی اعدائہ و اعدائھم الظالمین اس پر بھی صبر نہ آیا امام کا لباس مبارک اُتار کر آپس میں بانٹ لیا عداوت کی آگ اب بھی نہ بجھی اہل بیت کے خیموں کو لوٹا تمام مال اسباب اور محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی صاحبزادیوں کا زیور اُتار لیا کسی بی بی کے کان میں ایک بالی بھی نہ چھوڑی اللہ عزوجل واحد قہار کی ہزار ہزار لعنتیں اُن بے دینوں کی شقاوت پر زیور درکنار اہل بیت کے سروں سے دوپٹے تک ..... اب بھی مردودوں کو چین نہ پڑا ایک شقی ناری جہنمی پکارا کوئی ہے کہ حسین کے جسم کو گھوڑوں سے پامال کر دے دس مردود گھوڑے کداتے دوڑے اور فاطمہ کی گود کے پالے مصطفٰے کے سینے پر کھیلنے والے کے تن مبارک کو سُموں سے روندا کہ سینہ و پشت نازنین کی تمام ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں صلے اللہ علی محمد و آلہ وصحبہ اجمعین ولعنۃ اللہ علی اعدائہ و اعدائھم الظالمین کبرے کُتّے شمر خبیث نے چاہا کہ امام زین العابدین کو بھی شہید کرے حمید بن مسلم بولا سبحان اللہ کیا بچّے بھی قتل کیے جائیں گے ظالم باز رہا پھر سر مبارک امام مظلوم و شہدا کے مرحوم خولی بن یزید

اور حمید بن مسلم کے ساتھ ابن زیاد کے پاس بھیجے گئے جب کوفے آئے مکان بند پایا
خولی سر مبارک لیکر گھر آیا اور اپنی عورت نوار سے کہا میں تیرے لیے وہ چیز لایا
ہوں جو عمر بھر کو غنی کردے اُس نے پوچھا کیا ہے کہا حسین کا سر بولی خرابی ہو
تیرے لیے لوگ چاندی سونا لیکر آتے ہیں اور تو رسول اللہ (صلے اللہ تعالی علیہ
وسلم) کے بیٹے کا سر لایا خدا کی قسم میں تیرے ساتھ کبھی نہ رہونگی - یہ بی بی کہتی ہے
میں نے رات بھر دیکھا کہ ایک نور عظیم سر مبارک سے آسمان تک بلند ہے اور
سپید پرند سر اقدس پر قربان ہو رہے ہیں جب سر مبارک ابن زیاد خبیث کے
پاس لایا گیا اُس کے گھر کے در و دیوار سے خون بہنے لگا وہ شقی چھڑی سے دندانِ
مبارک چھوکر بولا میں نے ایسا خوبصورت نہ دیکھا دانت کیسے اچھے ہیں
زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف رکھتے تھے فرمایا اپنی چھڑی ہٹا میں نے
مدتوں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان ہونٹوں کو چومتے اور پیار
کرتے ہوئے دیکھا ہے یہ کہکر رونے لگے وہ خبیث بولا تمھیں رونا نصیب ہو
اگر سٹھ نہ گئے ہوتے تو گردن ماردیتا یہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُس مردود کے
درباریوں سے فرمایا تم نے فاطمہ کے بیٹے کو قتل کیا اور مرجانہ کے جنے کو امیر بنایا
آج سے تم غلام ہو خدا کی قسم تمھارے اچھے اچھے قتل کیے جائیں گے اور جو
بچ رہیں گے غلام بنالیے جائیں گے - دور ہوں وہ جو ذلت و عار پر راضی ہوں پھر
فرمایا اے ابن زیاد میں تجھ سے وہ حدیث ضرور بیان کرونگا جو تجھے غیظ و غضب
کی آگ میں پھونکدے میں نے حضور اقدس کو دیکھا دہنی ران مبارک پر حسن کو بٹھایا
اور بائیں پر حسین کو اور دست اقدس ان کے سروں پر رکھکر دعا فرمائی الٰہی میں
ان دونوں کو تجھے اور نیک مسلمانوں کو سونپتا ہوں - اے ابن زیاد دیکھ نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت کے ساتھ تو نے کیا کیا - ادھر ظالموں نے عابد بیمار کے

گلے میں طوق ہاتھوں میں ہتکڑیاں ڈالیں اور بی بیوں کو اونٹوں پر سوار کرا کر دو روز بعد کربلا سے کوچ کیا۔

سوار گھوڑوں پر اعدا پیادہ شہزادہ ✤ الٰہی کیسا زمانے نے انقلاب کیا

جب یہ مظلوموں کا لٹا ہوا قافلہ شہیدوں کی لاشوں پر گزرا کہ بے گور و کفن میدان میں پڑے ہیں حضرت زینب بیتابانہ چلا اٹھیں یا رسول اللہ حضور پر ملائکہ آسمان کی درودیں حضور یہ ہیں حسین میدان میں لیٹے سر سے پاؤں تک خون میں لپٹے تمام بدن کے جوڑ کٹے اور حضور کی بیٹیاں قید ہوئیں اور حضور کے بچے مقتول پڑے ہیں جن پر ہوا خاک اڑا کر ڈالتی ہے۔ جب یہ مظلوم قافلہ ابن زیاد بدنہاد کے پاس پہنچا اس نے عابد مظلوم سے بحث کی مسکت جواب پانے پر حیران ہو کر بولا خدا کی قسم تم انھیں میں سے ہو پھر ایک شخص سے کہا دیکھ تو یہ بالغ ہیں اس پر مرّی بن معاذ احمری شقی نے سید مظلوم کو بے ستر کر کے دیکھا کہا ہاں جوان ہیں خبیث بولا انھیں بھی قتل کر حضرت زینب بیتاب ہو کر مظلوم بھتیجے کے گلے سے لپٹ گئیں اور فرمایا ابن زیاد بس کر ابھی ہمارے خون سے تو سیراب نہ ہوا ہم میں تو نے کسے باقی چھوڑا ہے میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ اس بچے کو قتل کرے تو اس کے ساتھ مجھے بھی مار ڈال عابد مظلوم نے فرمایا اے ابن زیاد ان بیکس عورتوں کا کون نگہبان رہیگا دین و دیانت و حقوق رسالت تو برباد گئے آخر تجھے ان سے کچھ قرابت بھی ہے اُسی کا خیال کر کے ان کے ساتھ کوئی خدا ترس بندہ کر دینا جو اسلامی پاس کے ساتھ انھیں مدینہ پہنچا آئے حضرت زینب کی یہ حالت دیکھکر خبیث بولا خون کی شرکت بھی کیا چیز ہے میں یقین کرتا ہوں کہ یہ بی بی یہی چاہتی ہے کہ اس لڑکے کو قتل کروں تو انھیں بھی قتل کر دوں خیر لڑکے کو چھوڑ دو کہ اپنے ناموس کے ساتھ رہے اب یہ قافلہ اور شہیدوں کے سر شام کو روانہ کیے گئے سر مبارک نیزہ پر تھا راہ میں ایک

شخص قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا جب اس آیت پر پہنچا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ ۙ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ۔ کیا تو نے جانا کہ کہف ورقیم والے ہماری نشانیوں سے اچنبا تھے سر مبارک نے فرمایا یَا تَالِیَ الْقُرْاٰنِ اَعْجَبُ مِنْ قِصَّۃِ اَصْحَابِ الْکَهْفِ قَتْلِیْ وَحَمْلِیْ اے قرآن پڑھنے والے اصحاب کہف کے قصے سے زیادہ عجیب ہے میرا قتل کرنا اور سر نیزے پر لیے پھرنا۔ ظالم جہاں ٹھہرتے سر مبارک کو نیزے پر رکھکر پھرا دیتے ایک راہب نصرانی نے دیکھا پوچھا بتایا کہا تم بڑے لوگ ہو کیا دس ہزار اشرفیاں لیکر اس پر راضی ہو سکتے ہو کہ ایک رات یہ سر میرے پاس رہے دُنیا کے کتوں نے قبول کر لیا راہب نے سر مبارک لیکر دھویا خوشبو لگائی رات بھر اپنی ران پر رکھے دیکھتا رہا ایک نور بلند ہوتا پایا راہب نے وہ رات رو کر کاٹی صبح اسلام لایا اور گرجا اور اُس کا مال ومتاع چھوڑ کر اہل بیت کی خدمت میں عمر گزار دی صبح اُن خبیثوں نے اشرفیوں کے توڑے آپس میں حصّے کرنیکو کھولے سب اشرفیاں ٹھیکریاں ہوگئی تھیں ان کے ایک طرف لکھا تھا وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۙ ہرگز اللہ کو غافل نہ جاننا ظالموں کے کاموں سے اور دوسری طرف لکھا تھا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ۙ اب جانا چاہتے ہیں ظلم کرنے والے کس پلٹے پر پلٹا کھاتے ہیں۔ جب سر مبارک امام مظلوم کا اُس ظالم اظلم یزید پلید کے پاس پہنچا بید سے چھونے لگا نصرانی بادشاہ روم کا سفیر موجود تھا حیران ہو کر بولا کہ ہمارے یہاں ایک جزیرے کی گرجا میں عیسٰے علیہ السلام کے گدھے کا سُم ہے ہم ہر سال دور دور سے اُس کی طرف حج کی طرح جاتے اور منتیں مانتے ہیں اور اُس کی ایسی تعظیم کرتے ہیں جیسے تم اپنے کعبہ کی تم نے اپنے نبی کے بیٹے کے ساتھ یہ سلوک کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگ باطل پر ہو ایک یہودی نے کہا مجھ میں اور داؤد علیہ السلام میں ستّر پشت کا فاصلہ ہے یہود میری تعظیم کرتے ہیں اور

تم نے خود اپنے بنی کے بیٹے کو قتل کیا۔ پھر شام سے یہ قافلہ مدینۂ طیبہ کو روانہ کیا گیا مدینہ میں پہنچنے کی تاریخ قیامت کا سامان اپنے ساتھ لائی گھر گھر میں کہرام تھا در و دیوار سے دل دکھانے اور کلیجے میں گھاؤ ڈالنے والی مصیبت ٹپکی پڑتی ہے۔

# بعد کے واقعات

بعد شہادت آسمان سے خون برسا نصرۂ ازدیہ کہتی ہیں ہم صبح کو اُٹھے تو تمام برتن خون سے بھرے پائے آسمان اس قدر تاریک ہوا کہ دن کو ستارے نظر آئے ملک شام میں جو پتھر اُٹھاتے اُس کے نیچے تازہ خون پاتے ایک روایت میں ہے سات دن آسمان اس قدر تاریک ہوا کہ دیواریں شہاب کی رنگی ہوئی چادریں معلوم ہوتیں ستاروں میں تلاطم نظر آتا ایک ستارہ دوسرے سے ٹکراتا ابو سعید فرماتے ہیں دُنیا بھر میں جو پتھر اُٹھایا اُس کے نیچے تازہ خون پایا آسمان سے خون برسا کپڑے پھٹتے پھٹ گئے مگر اُس کا اثر نہ جانا تھا نہ گیا خراسان و شام وکوفہ میں گھروں اور دیواروں پر خون ہی خون تھا علما فرماتے ہیں یہ تیز سُرخی جو شفق کے ساتھ دیکھی جاتی ہے شہادت مبارک سے پہلے نہ تھی چھ مہینے تک آسمان کے کنارے سُرخ رہے پھر یہ سُرخی نمودار ہوئی ابوالشیخ نے روایت کی کچھ لوگ بیٹھے ذکر کر رہے تھے کہ جس نے امام مظلوم کے قتل میں کچھ اعانت کی کسی نہ کسی بلا میں ضرور مبتلا ہوا ایک بڈھے نے اپنے نفس ناپاک کی نسبت کہا کہ اسے تو کچھ نہ ہوا چراغ کی بتی سنبھالی آگ نے اُس شقی کو لیا آگ آگ چلاتا فرات میں کود پڑا مگر وہ آگ ہی نہ بجھی یہاں تک کہ آگ میں پہنچا منصور بن عمار نے روایت کی امام کے قاتل ایسی پیاس میں مبتلا ہوئے کہ ایک ایک مشک چڑھا جاتے اور پیاس کم نہ ہوتی۔ سدی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کربلا میں میری دعوت کی لوگوں نے

آپس میں ذکر کیا کہ جس جس نے حسین کے خون میں شرکت کی بری موت مرا میزبان نے اسے جھٹلایا اور کہا وہ شخص بھی اسی لشکر میں تھا پچھلی رات چراغ درست کرنے اٹھا آگ نے جست کر کے اس کے بدن کو لیا خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ اس کا بدن کولا ہو گیا تھا امام زہری فرماتے ہیں اُن میں کوئی مارا گیا کوئی اندھا ہو کر مرا کسی کا مونھ کالا ہو گیا امام واقدی فرماتے ہیں ایک بڈھا وقت شہادتِ امام موجود تھا شریک نہ ہوا تھا اندھا ہو گیا سبب پوچھا کہا اس نے مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آستینیں چڑھائے دست اقدس میں ننگی تلوار لیے سامنے حسین کے دس قاتل ذبح کیے ہوئے پڑے ہیں حضور نے اس بڈھے پر غضب فرمایا کہ تو نے موجود ہو کر اس گروہ کو بڑھایا اور خون امام کی ایک سلائی آنکھوں میں لگا دی اٹھا تو اندھا تھا سبط ابن الجوزی روایت کرتے ہیں جس شخص نے سر مبارک امام مظلوم اپنے گھوڑے پر لٹکایا تھا چند روز بعد اس کا مونھ کولے سے زیادہ کالا ہو گیا لوگوں نے کہا تیرا چہرہ تو عرب بھر میں ترو تازہ تھا یہ کیا ماجرا ہے کہا جب سے وہ سر اٹھایا ہے ہر رات دو شخص آتے اور بازو پکڑ کر بھڑکتی آگ پر لیجا کر دھکا دیتے ہیں سر جھکتا ہے آگ چہرے کو مارتی ہے پھر نہایت برے حالوں مر گیا ایک بڈھے نے حضور پرنور کو خواب میں دیکھا کہ سامنے ایک طشت میں خون رکھا ہے اور لوگ پیش کیے جاتے ہیں حضور اس خون کا دھبا لگا دیتے ہیں جب اس کی باری آئی اس نے عرض کی میں تو موجود نہ تھا فرمایا دل سے تو چاہا تھا پھر انگشت مبارک سے اس کی طرف اشارہ کیا صبح کو اندھا اٹھا حاکم نے روایت کی کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جبریل نے عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلے ستر ہزار قتل کیے اور حسین کے عوض میں ستر ہزار اور ستر ہزار قتل فرماؤں گا۔

الحمد للہ اللہ عزوجل نے ابن زیاد خبیث سے امام کا بدلہ لے لیا جب وہ مردود

مارا گیا اُس کا سر مع اُس کے ساتھیوں کے سروں کے لاکر رکھا گیا لوگوں کا ہجوم
تھا غُل پڑ گیا آیا آیا راوی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ ایک سانپ آ رہا
ہے سب سروں کے بیچ میں ہوتا ہوا ابن زیاد کے سر ناپاک تک
پہنچا ایک نتھنے میں سے گھُس کر دوسرے نتھنے میں سے نکلا
اور چلا گیا پھر غُل پڑا آیا آیا پھر وہی سانپ آیا اور
یونہیں کیا کئی بار ایسا ہی ہوا۔ منصور کہتے ہیں
میں نے شام میں ایک شخص دیکھا اُس کا مونھ
سوئر کا مونھ تھا سبب پوچھا کہا وہ
مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم
اور اُن کی پاک اولاد پر
لعنت کیا کرتا ایک
رات حضور
سیّد عالم
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا امام حسن مجتبےٰ
رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس خبیث کی شکایت کی حضور نے
اُس پر لعنت فرمائی اور مونھ پر تھوک دیا چہرہ سوئر کا
ہو گیا۔ وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

• • •

# منقبت شریف در شان سیدنا امام عالیمقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری از ہری دامت برکاتہم العالیہ

شجاعت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطان زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے

صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروت ناز کرتی ہے

شہ خوباں پہ ہر خوبی و خصلت ناز کرتی ہے
کریم ایسے ہیں وہ ان پر کرامت ناز کرتی ہے

جہان حسن میں بھی کچھ نرالی شان ہے ان کی
نبی کے گل پہ گلزاروں کی زینت ناز کرتی ہے

شہنشاہِ شہیداں ہو انوکھی شان والے ہو
حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے

بٹھا کر شانۂ اقدس پہ کردی شان دوبالا
نبی کے لاڈلوں پر ہر فضیلت ناز کرتی ہے

جبین ناز ان کی جلوہ گاہ حسن ہے کس کی
رخ زیبا پہ حضرت کی ملاحت ناز کرتی ہے

نگاہ ناز سے نقشہ بدل دیتے ہیں عالم کا
ادائے سرور خوباں پہ ندرت ناز کرتی ہے

فدائی ہوں تو کس کا ہوں کوئی دیکھے مری قسمت
قدم پر جس حسیں کی جان طلعت ناز کرتی ہے

خدا کے فضل سے اختؔر میں ان کا نام لیوا ہوں
میں ہوں قسمت پہ نازاں مجھ پہ قسمت ناز کرتی ہے

# یوم عاشورہ کی اہمیت

از: حضرت علامہ مفتی محمد اشرف رضا صاحب قادری مصباحی دامت برکاتہم العالیہ قاضی ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے محرم کی دس تاریخ یعنی عاشورہ کا روزہ رکھا، اس کو دس ہزار فرشتوں، دس ہزار شہیدوں اور دس ہزار حج وعمرہ کرنے والوں کا ثواب دیا جائے گا۔ جس نے عاشورہ کو کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کے بال کے عوض جنت میں اس کا درجہ بلند کرے گا۔ جس نے عاشورہ کی شام کو کسی مومن کا روزہ کھلوایا گویا اس نے اپنی طرف سے تمام امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو افطار کرایا اور ساری امت کا پیٹ بھرا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت دی ہے؟ تو حضور نے ارشاد فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں اور سمندروں کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا ــــــ لوح وقلم کو بھی عاشورہ کے دن پیدا فرمایا ــــــ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق عاشورہ کے دن ہوئی ــــــ اور ان کو عاشورہ ہی کے دن جنت میں داخل فرمایا ــــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام عاشورہ کے دن پیدا ہوئے ــــــ ان کے بیٹے کا فدیہ قربانی عاشورہ کے دن دیا گیا ــــــ فرعون کو عاشورہ کے دن دریائے نیل میں ڈوبا دیا گیا ــــــ حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف عاشورہ کے دن دور فرمائی ــــــ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ عاشورہ کے دن قبول فرمائی ــــــ حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش عاشورہ کے دن معاف فرمائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عاشورہ کے دن پیدا ہوئے ــــــ قیامت عاشورہ کے دن واقع ہوگی (غنیۃ الطالبین)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے روزے کے ساتھ ہم کو بڑی فضیلت عطا فرمائی؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ کیوں کہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے عرش و کرسی، ستاروں اور پہاڑوں کو پیدا فرمایا ـــــ لوح و قلم عاشورہ کے دن پیدا کئے گئے ـــــ حضرت جبرئیل اور دوسرے ملائکہ علیہم السلام کو عاشورہ کے دن پیدا کیا ـــــ حضرت آدم و حضرتِ ابراہیم علیہما السلام کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا ـــــ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود سے عاشورہ کے دن نجات بخشی اور ان کے فرزند کا فدیہ عاشورہ کے دن دیا ـــــ فرعون کو عاشورہ کے دن غرقاب کیا ـــــ حضرت ادریس علیہ السلام کو عاشورہ کے دن آسمان پر اٹھایا ـــــ حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف کو عاشورہ کے دن دُور کیا ـــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عاشورہ کے دن آسمان پر اٹھایا ـــــ اور عاشورہ کے دن ہی ان کی پیدائش ہوئی ـــــ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی اسی دن قبول ہوئی ـــــ حضرت داؤد علیہ السلام کی خطا بھی اسی دن معاف ہوئی ـــــ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جن وانس پر حکومت اسی دن عطا ہوئی ـــــ قیامت عاشورہ کے دن ہوگی ـــــ آسمان سے سب سے پہلے بارش عاشورہ کے دن ہوئی ـــــ جس دن آسمان سے پہلی مرتبہ رحمت نازل ہوئی وہ عاشورہ کا دن تھا ـــــ جس نے عاشورہ کے دن غسل کیا وہ مرض الموت کے علاوہ کسی بیماری میں مبتلا نہ ہوگا ـــــ جس نے عاشورہ کے دن پتھر کا سُرمہ آنکھوں میں لگایا تمام سال آشوب چشم اس کو نہیں ہوگا ـــــ جس نے اس دن کسی کی عیادت کی گویا اس نے تمام اولادِ آدم کی عیادت کی ـــــ جس نے عاشورہ کے دن کسی کو ایک گھونٹ پانی پلایا گویا اس نے ایک لمحہ کو بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔

(غنیۃ الطالبین)

حضرت سلیمان بن عیینہ نے بروایت جعفر کوفی، ابراہیم بن محمد (جو اپنے زمانے کے بہت بڑے بزرگ سمجھے جاتے تھے) سے روایت کی ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ عاشورہ کے دن جو شخص اپنے گھر والوں پر خرچ میں فراخی و وسعت سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ پورے سال اس کو فراخی و وسعت عطا فرماتا ہے ہم نے پچاس سالوں سے مسلسل اس کا تجربہ کیا ہے اور ہمیشہ روزی کی فراخی ہی میسر ہوئی ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

## شبِ عاشورہ کی نمازیں

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عاشورہ کی شب میں عبادت کی تو اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا اس کو زندہ رکھے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص شبِ عاشورہ میں رات بھر عبادت میں مشغول رہے اور صبح کو وہ روزہ سے ہو تو اس کو اس طرح موت آئے گی کہ اس کو مرنے کا احساس بھی نہیں ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے جب عید یا جمعہ یا عاشورہ کا دن یا شبِ برات ہوتی ہے تو اموات کی روحیں آکر اپنے گھروں کے دروازے پر کھڑی ہوتی اور کہتی ہیں:۔ ہے کوئی کہ ہمیں یاد کرے ــــ ہے کوئی کہ ہم پر ترس کھائے ــــ ہے کوئی کہ ہماری غربت کی یاد دلائے۔ (خزانۃ الرّوایات)

**یومِ عاشورہ کی نمازیں**:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جس نے عاشورہ کے دن چار رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور پچاس بار سورۂ اخلاص پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گذشتہ پچاس برسوں اور آئندہ پچاس برسوں کے گناہ معاف فرمادے گا ــــ ملاءِ اعلیٰ میں اس

کے لئے نور کے ہزار محل تعمیر کرائے گا۔

ان ہی سے ایک دوسری روایت منقول ہے کہ چار رکعت دو سلاموں سے پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ، سورۂ زلزال، سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص ایک ایک دفعہ پڑھے اور بعد نماز ستر بار درود شریف پڑھے۔ (غنیۃ الطالبین)

یوم عاشورہ میں آٹھ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ جو سورت چاہے پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والوں کو بے شمار ثواب عطا فرماتا ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ہمیں اس نماز کا پچاس سالوں سے تجربہ ہے۔ اللہ تعالیٰ رزق میں زیادتی عطا فرماتا ہے۔

راحۃ القلوب میں ہے کہ جو شخص عاشورہ کے دن ستر بار یہ دعا:۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ پڑھے اسے بخش دیا جائے گا اور اس کا نام اولیاء کبار میں لکھا جائے گا۔

## ایک سال تک زندگی کا بیمہ (دعائے عاشورہ)

یہ دعا بہت مجرب ہے۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص عاشورۂ محرم کو طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک اس دعا کو پڑھ لے یا کسی سے پڑھوا کر سن لے تو انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً سال بھر تک اس کی زندگی کا بیمہ ہو جائے گا۔ ہرگز موت نہ آئے گی اور اگر موت آنی ہی ہے تو عجیب اتفاق ہے کہ پڑھنے کی توفیق نہ ہوگی۔

# دُعائے عاشورہ

یَاقَابِلَ تَوْبَۃِ اٰدَمَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَافَارِجَ کَرْبِ ذِی النُّوْنِ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَاجَامِعَ شَمْلِ یَعْقُوْبَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَاسَامِعَ دَعْوَۃِ مُوْسٰی وَھَارُوْنَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَا مُغِیْثَ اِبْرَاھِیْمَ مِنَ النَّارِ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَارَافِعَ اِدْرِیْسَ اِلَی السَّمَآءِ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَا مُجِیْبَ دَعْوَۃِ صَالِحٍ فِی النَّاقَۃِ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَانَاصِرَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَارَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاۗءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاقْضِ حَاجَاتِنَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَطِلْ عُمُرَنَا فِیْ طَاعَتِکَ وَمَحَبَّتِکَ وَرِضَاکَ وَاَحْیِنَا حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَّتَوَفَّنَا عَلَی الْاِیْمَانِ وَالْاِسْلَامِ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔ اَللّٰھُمَّ بِعِزِّ الْحَسَنِ وَاَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَجَدِّهٖ وَبَنِیْهِ فَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْهِ ۔

پھر سات بار پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَھَی الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضٰی وَزِنَۃَ الْعَرْشِ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَیْهِ ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَعَدَدَ کَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ کُلِّھَا نَسْئَلُکَ السَّلَامَۃَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔ وَھُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۔ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ عَدَدَ ذَرَّاتِ الْوُجُوْدِ وَعَدَدَ مَعْلُوْمَاتِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

## امور مستحسنہ

یوم عاشورہ کو اپنے اہل وعیال و متعلقین پر نفقہ میں وسعت کرنا بہترین کھانوں کی فراوانی اور عمدہ کپڑوں کی زیبائش کا انتظام کرنا اور تحفہ و انعام دینا چاہیئے۔

یتیموں کے سروں پر دستِ شفقت پھیرنا اور انھیں بھی کھانے پینے میں شریک کرنا اور اپنے بچوں کی طرح انھیں بھی انعامات دینا۔

احباب و پڑوسیوں کو کھانے کی دعوت دینا اور فقیروں و محتاجوں کو بھی کھانے میں شریک رکھنا اور بقدرِ وسعت ان کی امداد کرنا۔

اگر دو مسلمانوں کے درمیان دشمنی ہو تو ان میں صلح کرانا۔

اپنے سنّی رشتہ داروں و مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرنا اور ان کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کرنا۔

غسل و مسواک کرنا اور خوشبو لگانا۔

بہترین کھانا یا کھچڑا پکوا کر اور شربت بنوا کر حضرات صحابہ کرام و اہل بیت اور شہدائے کربلا

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بارگاہ میں نذر کرنا۔

دینی جلسوں کا انعقاد کرنا جس میں علمار اہلِ سنّت وجماعت سے عظمتِ مصطفےٰ وفضائل صحابہ واہلِ بیت جو مستند روایتوں سے ثابت ہو سننا اور دشمنانِ اسلام اور بدمذہبوں، یعنی رافضی، وہابی، دیوبندی، مودودی، ندوی، تبلیغی کے رد میں تقریریں کروانا۔

اہلِ سنّت کو احکامِ شریعت پر عمل کرنے کی ترغیب دینا اور تزکیۂ نفوس اور تطہیرِ قلوب پر زور دینا اور اسلامی وضع قطع اپنانے کی تاکید کرنا۔

## رسُوماتِ ممنوعہ

ایامِ محرّم میں رنج وغم کرنا۔ سوگ منانا، رونا، سینہ کوبی کرنا، نوحہ وماتم کرنا، پان نہ کھانا، عورتوں کا چوڑیاں نہ پہننا، نیلے ہرے اور سیاہ ماتمی کپڑے پہننا، عاشورہ کے دن گھر میں جھاڑو نہ دینا، ماہ محرم میں شادی بیاہ نہ کرنا، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی اور بزرگ کی فاتحہ محرم میں نہ دلانا، عَلَم وتعزیہ بنانا اور تاشے باجے، ڈھول ڈھاک کے ساتھ دھوم دھام سے اٹھانا اور گلی گلی گھمانا اور اس پر روپے پیسے اور مٹھائیاں لٹانا۔ اور تعزیہ کو روضۂ امام عالی مقام سمجھ کر سجدۂ تعظیمی کرنا (شریعت مصطفویہ میں غیرِ خدا کو سجدۂ تعظیمی بھی حرام ہے) تعزیہ داری کے موقع پر دُلدل وپری وغیرہ بنانا (شریعت اسلامیہ میں جاندار کی تصویر بنانا بھی حرام ہے) لیکن ان مذکورہ بالا کاموں کے کرنے والوں کو کافر ومشرک سمجھنا، جیسا کہ زمانۂ حال کے دہابیوں کا شیوہ ہے۔ یہ غلط ہے بلکہ یہ خود توہین خدا ورسول کے جرم میں مرتد وبے دین ہیں۔ مذکورہ بالا افعال ناجائز وحرام ہیں۔ ہر مسلمان کو ان سے بچنا چاہیے۔ رافضیوں کی مجلسوں میں جانا اور ان کی بکواس کو سننا اور ان کے ماتم کدہ میں جانا اور ان کی پرسا دلینا سب ممنوع ہے۔

● ● ●